یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سُوجھی

خوابیدہ مسلمانوں کی سوئی ہوئی غیرت وحمیت کو بیدار کرنے والا مسلمانوں کی پستی کی سب سے بڑی اور اصل وجہ سمجھانے والا
اور عصر حاضر کے "**عظیم ترین فتنے**" کا سدباب اور انکشاف کرنیوالا لاجواب اور بے باک رسالہ

سکولوں کالجوں کی
تباہ کاریاں

قسط اوّل و دوئم یکجا

تالیف حضرت علامہ مولانا محمد سعد اللہ چشتی صاحب مدظلہ

ناشر مکتبہ افکارِ اہلسنت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ مدرسہ، یہ جواں، یہ سرور رعنائی

انہیں کے دم سے ہے میخانہ فرنگ آباد

صحیح اسلامی دل ودماغ رکھنے والا اور کوئی بھی سلیم الفطرت انسان اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ عالم اسلام کی ناگفتہ بہ حالت، زبوں حالی، تشتت وانتشار اور بگاڑ کی اصلی وجہ اور بنیادی سبب ان اسلامی ممالک میں رائج ونافذ فرنگی نظام تعلیم ہے جس نے وہاں کی نوجوان نسل اور معصوم بچوں کے تہذیب واخلاق، عقائد ونظریات اور دنیاو آخرت کو ازاوّل تا آخر تباہ وبرباد کر کے رکھ دیا ہے۔

اور یہ بھی ایک زندہ حقیقت ہے کہ فی زمانہ عالم اسلام کی قیادت اور حکمرانی انہی لوگوں کے ہاتھوں میں ہے جو انگریزی تعلیم کے نتیجے میں یہود ونصاریٰ کے پورے پورے وفادار اور خصیہ بردار ہیں۔

کل عالم اسلام کی طرح خود پاکستان کا بھی یہی حال ہے کہ انگریزوں کے دور اقتدار سے لیکر آج تک خنزیر خور قوم کا وہی لادینی نصاب تعلیم اُسی کفریہ نظام تعلیم کے تحت اُسی جذبے، انہیں مقاصد اور ویسا ہی طرز فکر رکھنے والے افراد کے ذریعے، اُسی ماحول ومعاشرہ میں پڑھایا جارہا ہے۔

اگر آپ سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں سے ڈگریوں کی گٹھڑی اُٹھا کر فارغ ہونیوالے ان بیچارے تعلیم یافتہ جاہلوں کا حقیقت پسندانہ جائزہ لیکر دیکھیں اور کوئی باشعور، زندگی کے حقیقی مقاصد سے آشنا، علم وتعلیم سے واقف، اور دین ودنیا سے باخبر کوئی شخص تلاش کرنا چاہیں تو ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ کو سو فیصد مایوسی ہوگی بلکہ ہزاروں، لاکھوں کی تعداد میں اسلام کی ان قتل گاہوں اور ملت اسلامیہ کے ان مدفنوں سے گمراہ وملحد ہو کر نکلنے والے افراد میں سے کوئی ایسا فرد تلاش بسیار اور جستوئے کامل کے بعد شاید ہی مل سکے جس کے سامنے زندگی کا کوئی نصب العین ہو بلکہ آپ کی بیشتر ایسے اصحاب سے ملاقات ہوگی جن کے ذہن میں اس امر کا برے سے کوئی تصور ہی نہیں ہوگا کہ انسانی زندگی کا کوئی مقصد بھی ہونا چاہئے یا ہو سکتا ہے۔ مگر الا ماشاء اللہ

افسوس! صد افسوس بلکہ صد ہزار افسوس!

اخلاق ان معصوموں کے کر کے تباہ اے ظالمو!

سندِ حماقت کیا ملی "سر کا خطاب پُر فریب"

اے کاش! سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں سے تعلیمی ٹافیاں (اور حقیقت میں زہر قاتل) کھانے والے نوجوانوں کے اندر "بے دین عملے" نے اتنی حس، غیرت اور رمق تو باقی رہنے دی ہوتی کہ اگر وہ

بے خبری یا لاعلمی کی وجہ سے قرآن کے الفاظ میں "مغضوب علیہم" اور "ضالین" اقوام کے پیچھے چل پڑتے تو منزل کا پتا پا کر دوبارہ سوئے منزل تو پلٹ سکتے۔

لیکن یہاں تو صورت حال ہی بالکل مختلف ہے، قاتل اساتذہ کی طرف سے اعلیٰ ڈگریاں اور ڈپلومے جاری ہی اس وقت ہوتے ہیں کہ جب انہیں اس بات کی تسلی اور پورا اطمینان ہو چکا ہوتا ہے کہ اب انکی گردن کا کوئی تسمہ باقی نہیں رہ گیا ہے

اور اگر کوئی سخت جان بسمل ان لاشوں کے ڈھیر میں ابھی بھی سانس لے رہا ہو تو رہی سہی کسر نکالنے کیلئے انہیں امریکی اور برطانوی یونیورسٹیوں میں بھیج دیا جاتا ہے۔ جہاں پہنچ کر یہود ونصاریٰ کی آشیرباد سے چلنے والی اسلام کش پاکستانی تعلیمی فیکٹریوں کا تیار کردہ یہ "انگریزی کھلونا" اپنے آپکو ترقی یافتہ گمان کرتا ہے اور اسلام کو ایک چلا ہوا کارتوس (بے کار) یقین کرتا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

یقین مانیئے کہ موجودہ سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں اور آئے دن گلی گلی اور کوچے کوچے میں قائم ہونیوالی پرائیویٹ اکیڈمیوں اور سکولوں کا مقصد مسلمان لڑکے، لڑکیوں کو لیلیٰ ومجنوں، سسی وپنوں اور ہیر رانجھا بنانے کے سوا دوسرا کچھ نہیں ہو سکتا اور یہ کوئی محیر العقول بات نہیں، حالات بتارہے ہیں اور ملک کا پورا معاشرہ اس پر دلیل ناطق ہے،

یہ سب تعلیمی نظام ہی کی تو کرشمہ سازیاں ہیں کہ ملکی نظم ونسق سکولی وکالجی تعلیم کے ذلہ خواروں کے ہاتھوں میں ہونے کی وجہ سے نظام سیاست، نظام معاشرت، نظام معیشت بلکہ ہر ہر نظام اور ہر ہر شعبہ ہائے زندگی تباہ وبرباد ہو کر رہ گیا ہے اور سب سے بڑھکر یہ کہ اسلامی تعلیم وتہذیب، حدود الٰہیہ اور تعزیرات اسلام کا نفاذ، بلکہ اس سے بھی دو قدم آگے نظام خلافت کا تصور ہی عوام تو ہوئے کالانعام خود علمائے دین کے دل ودماغ سے بھی معدوم ومفقود ہو گیا ہے۔ فیا للعجب بقول اقبال۔

آنکھ جو دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں

محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

اور حقیقت یہ ہے کہ سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں، بینکوں، دفتروں، ہسپتالوں، ریلوے اسٹیشنوں، بس لسٹاپوں، اڈوں، ایئرپورٹوں، ہوائی جہازوں، مارکیٹوں، بازاروں، ٹی وی وریڈیو اسٹیشنوں، سینماؤں، فلموں، ڈراموں، تھیٹروں، تماثیل ہالوں، مجرگاہوں، جمخانوں، نائٹ کلبوں، سڑکوں بلکہ کنجر خانوں اور چکلوں وغیرہ میں بھی مستورات کو چادر وچار دیواری سے نکال کر اسی "حرامی تعلیم وتہذیب" ہی

نے پہنچایا ہے اور یہ تمام مصطفیٰ کریم ﷺ کے نظام تعلیم کو ترک کرنے اور دجالی^1 طرز تعلیم اور نصاب تعلیم کو اپنانے کے نتائج و ثمرات ہیں ورنہ۔

آج بھی آجائے تو آجائیں بہاریں آج ہی
آج بھی زندہ حقیقت ہے نظام مصطفیٰ ﷺ

جن گمراہ ترین اور الحاد انگیز اداروں میں نوجوان لڑکے، لڑکیوں کو ڈرامہ بازی، ناچ گانا، رقص و سرود، عشق و رومان، نظر بازی، آوارہ گردی وغیرہ کی پوری پوری مشق اور مکمل مہارت باقاعدہ تجربوں، اداکاروں، گلوکاروں اور اوباشوں کو سکولی تقریبوں میں دعوت دیکر، میوزیکل گروپ قائم کر کے اور حمیت اگی غیرت و حمیت کا جنازہ نکالنے کیلئے پکنکوں، سیروں اور مطالعاتی دوروں کا نذ فریب جال بچھا کر اور مری اور اسلام آباد وغیرہ کے قدرتی مناظر دیکھنے اور دکھانے کا شیطانی ہتھکنڈہ استعمال کر کے شرم و حیا کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک کر تعلیم کے ٹھیکیداروں اور سائنس و ٹیکنالوجی کے پجاریوں نے حیوانیت^2 کی آخری منزل پر پہنچادیا ہو۔ اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ وہ تعلیمی غلام ذکر کردہ صورت حال سے دوچار نسلیں ہونگے تو کیا اسلاف کے جانشین ثابت ہونگے۔

عجب بات ہے کہ بوئیں کچھ اور کاٹیں کچھ۔

ببول کے درختوں اور جھاڑیوں سے گلاب کے پھول تو نہیں کھلا کرتے۔ ولنعم ما قیل۔

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

اور اس بات کو دیندار، اسلام پسند افراد اور صحیح الفکر علمائے دین اور دینی مدارس کے طلبائے کرام کا حساس طبقہ بخوبی جانتا ہے کہ مجاہد فی سبیل اللہ اور اسلام کی یادگار شخصیات پیدا کرنا یورپ سے درآمد شدہ تعلیمی نظام کے بس کی بات نہیں بلکہ یہ عظیم الشان کارنامہ تو صرف اور صرف معلم کائنات اور رہبر انسانیت ﷺ کے مبارک و پاکیزہ اور معطر و منبر تعلیمی نظام کے دو ستون (قرآن و سنت) ہی انجام دے سکتے ہیں جنکے فیوض و برکات سے ایسی ایسی نابغہ روزگار ہستیاں پیدا ہوئیں جنکی نظیر تاریخ انسانی پیش کرنے سے عاجز ہے۔

---

1 = "دجالی" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ مشکوٰۃ شریف کی صحیح حدیث شریف کی رو سے "دجال مسیح" کے ہم نوالہ اور پیروکار "فیشن پرست اور امیر لوگ" ہونگے اور یہ بات شک و شبہ سے بہت بالا ہے کہ سکول و کالجوں اور یونیورسٹیوں میں زیادہ تر "امراء کے لڑکے اور لڑکیاں" پڑھتے ہیں اور ان اداروں سے پڑھنے والوں کی "فیشن پرستی" کا تو کچھ نہ پوچھئے، ایک سے ایک بڑھ کر ہے۔ بس یہی وجہ ہے کہ ہمارے "وجدان" نے ہمیں لفظ "دجالی" کے استعمال کی طرف مائل کیا ہے۔ صدیقی غفرلہ

لیکن اس کے باوجود امت کا یہ صحت مند گروہ اور صالح فکر طبقہ ابھی تک اس نظام کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے سے ابھی تک "ہچکچاہٹ" محسوس کر رہا ہے اور "سوچ و بچار" کی کیفیت میں مبتلاء ہے۔ جبکہ پانی سر سے گزر گیا ہے اور صورت حال علم الیقین کی سرحدوں کو پھلانگ کر عین الیقین کے درجہ میں داخل ہو گئی ہے۔ معاف کرنا، اقبال کا یہ شعر آپکی نذر کر رہا ہوں۔

شعور و فکر کی یہ کافری معاذ اللہ
فرنگ تیرے خیال و عمل کا ہے مسجود

اے کشتیء ملت کے ملاحو! اور پشتبانو!
ہمیں یہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہیے کہ

تا تہ و بالا نہ گردد این نظام
دانش و تہذیب و دیں سودائے خام

رسول اللہ ﷺ کے نظام تعلیم و تربیت کی برکتیں۔

آج ہمیں دنیا میں اسلام کی جتنی بہاریں بھی نظر آرہی ہیں۔ یہ سب نبی کریم ﷺ کے قائم کردہ اس نظام تعلیم ہی کی برکتیں ہیں جس نے اسلامی تعلیمات اور مصطفوی تہذیب و تمدن کو نہ صرف جزیرہ عرب بلکہ دنیا کے کونے کونے میں پہنچادیا تھا۔

نبی کریم ﷺ اور آپکی مقدس تعلیمی درسگاہ سے تربیت یافتہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے تئیس سال کی قلیل مدت میں جو حیرت انگیز انقلاب برپا کیا اس کی برق رفتاری اور اسکے ہمہ گیر اثرات و ماحول نے ان لوگوں کو بھی انگشت بدنداں کر دیا تھا جو سرے سے اس بات کی ہی انکاری تھے کہ یہ دین مکہ کی گلیوں سے آگے بھی جا سکتا ہے۔

---

2 = ہم نے اس نئی پود اور عجیب الصفات مخلوق کیلئے "حیوانیت" کا لفظ استعمال کیا ہے تو اسکی وجہ یہ ہے کہ دوسرا کوئی مناسب لفظ نہیں مل سکا جو انکی صحیح ذہنیت کی عکاسی کرتا۔ آپ خود ہی بتائیں کہ ان مرکزوں سے فارغ التحصیل ہونیوالوں کا مقصد زندگی اور جن کی صلاحیتوں اور قوتوں کا مصرف و منبع بقائے نفس اور تناسل کے سوا کچھ نہ ہو، ان میں اور حیوانات میں کیا فرق رہا۔ صدیقی غفرلہ

موجودہ سکولوں کالجوں میں نافذ شدہ نظام تعلیم کی نحوستیں

ملک بھر کے جملہ تعلیمی اداروں میں اس وقت کافرانہ تعلیمی نظام نافذ ہے، یہود ونصاریٰ کے فکری و عملی گماشتے پوری ڈھٹائی کے ساتھ اسلام کے نام پر قائم ہونیوالی مملکت میں اس نظام کو جاری و ساری رکھے ہوئے ہیں اور انہیں ہر وقت اور ہر لمحے یہ کھٹکا لاحق رہتا ہے۔ کہ کہیں کوئی اسلام کا شیدائی اس ملک میں قرآنی نظام کا پرچم بلند نہ کردے۔ معاذ اللہ

تاریخ پاکستان شاہد ہے کہ پچپن سال سے عنان حکومت انہیں اداروں کے پروردہ اور تربیت یافتہ لوگوں کے ہاتھوں میں ہے جنہوں نے اسلام کو ملکی اور عالمی سطح پر ہر جگہ بدنام کیا ہے اور دوسری طرف اہل دین طبقے کی بے بصیرتی ملاحظہ کیجئے جو دن رات، صبح و شام ان آزمودہ یہود ونصاریٰ کے فضلہ خوار حکمرانوں سے تنفیذ الاسلام اور ناموس رسالت ﷺ کی بھیک مانگ رہا ہے اور بہت نئے طریقوں سے صرف اور صرف مطالبات کی حد تک اپنا "فرض منصبی[1]" ادا کر رہا ہے۔ جن حکمرانوں کی علمی و عملی حالت اسقدر قابل رحم ہے کہ الف سے انار، ریٹ سے کیٹ اور تھوڑی بہت انگریزی بولنے کے سوا نہ دنیا کی خبر اور نہ آخرت کی فکر۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

اور یہ بات ہم پورے وثوق اور دعوے سے کہتے ہیں کہ موجودہ حکمران تو خیر نظام مصطفی ﷺ کو نافذ ہی نہیں کرنا چاہتے اور اگر بفرض محال نافذ کرنا بھی چاہیں تو نہیں کر سکتے اور اسکی وجہ یہ ہے انہیں تو دین اسلام کی ہوا بھی نہیں لگی ہوتی چہ جائیکہ تمام شعبہ ہائے زندگی میں اسے عملاً نافذ کردیں۔

گر علم ہی نہیں تو پھر عمل کیا ہوگا
جس باغ میں شجر ہی نہیں پھل کیا ہوگا

اگر علمائے کرام اور اسلام پسند شخصیات واقعی اس بات کی خواہاں ہیں کہ پاکستان میں اسلام کا بول بالا ہو، نظام مصطفیٰ کی خوشبو ہر جگہ پھیل جائے اور یہ ملک امریکی ریاست نہ بنا رہے تو اس کا فقط ایک ہی

---

[1] اور حال یہ ہے کہ نظام خلافت کا نام تک نہیں لیتا۔ اور یورپی جمہوریت کے ذریعے برسر اقتدار آنا چاہتا ہے۔ اور "خون" دینے کی بجائے دامن پر لہو لگا کر "شہیدوں کی فہرست" میں اپنا نام لکھوانا چاہتا ہے۔ بقول طفیلیے "شہید ہونے کو دل تو بڑا کرتا ہے لیکن کیا کریں سالے جان سے مار دیتے ہیں"۔

فارمولہ ہے، وہ یہ کہ مغربی احتجاجی طریقے بند کردیئے جائیں، اسلامی نظام خلافت کے سوا کسی بھی طرز حکومت (وہ جمہوریت کی کتنا ہو یا مارشل لاء یا کوئی دوسرا نظام) کا نام لیکر یا اس کی حمایت کرکے دوستی کے نام پر یہ اسلام د[illegible] اس جائے اور علماء کی تمام تقریروں، تحریروں، جلسوں، محفلوں اور دیگر تقریبوں کا محور و مرکز [illegible] عنوان و موضوع اسلام کا عالمگیر نظام سیاست و سلطنت "یعنی خلافت علی منہاج النبوۃ" ہو اور ہر عام و خاص کے سامنے خلفاء راشدین کے بپا کردہ اس نظام شریعت کو اتنے جاندار اور مؤثر انداز میں بلا کم و کاست بیان کیا جائے کہ جسمیں لچک کی ذرا گنجائش نہ ہو اور مفادات اور ذاتیات کی بدبو دار ہوا اس تک نہ پہنچ سکے، لیکن ذرا ٹھہریئے!

ہمارا یہ مقصد اور منصوبہ اس وقت تک پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا جب تک ہم سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں رائج یہودیانہ نظام تعلیم کی جڑیں نہ کاٹ دیں اسکی اینٹ سے اینٹ نہ بجادیں اور اسے اپنا اصلی اور ذہین دشمن سمجھ کر اسکے خلاف "بنیان مرصوص" ہو کر اسے ملک بدر (اور بتوفیق الٰہی عزوجل عالم اسلام بدر) کر کے نوجوان نسل کو آگ کے اس خطرناک الاؤ سے نہ نکال لیں۔

کیونکہ یہی وہ کوہ قاف اور انگریزی کھنڈرات ہیں جہاں سے پچیس سال کے طویل عرصہ سے ملک وملت پر قابض خطرناک جنات اور حکومتی انتظامیہ کی مشینری کا ہر ہر پرزہ بڑے طریقے اور سلیقے سے تیار ہو رہا ہے۔

استعارے اور کنایے کی زبان کو چھوڑ کر صاف صاف کہتا ہوں۔ کہ

قیام پاکستان سے لیکر اب تک ملک کا ہر صدر، ہر وزیر اعظم، ہر وزیر اعلیٰ، ہر گورنر، ہر حاکم، ہر سربراہ، ہر آمر اور کسی بھی قابل ذکر کرسی کا ہر عہدیدار، سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کی کوکھ کا نتیجہ ہے۔

اسلامی عدالت انصاف کے عالمی ڈاکوؤں یعنی ججوں کا سارا عملہ سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کا زائدہ و پروردہ ہے۔

اور تو اور شیطان کا چیلہ، جھوٹ کا شہنشاہ، دغابازی اور دھوکہ دہی میں اوّل نمبر دولت کا پٹھو اور انصاف کے قاتل "وکیلوں"[1] اگر علمائے کرام اور اسلام پسند شخصیات واقعی اس بات کی خواہاں ہیں کہ پاکستان میں اسلام کا بول بالا ہو نظام مصطفیٰ کی خوشبو ہر جگہ پھیل جائے اور یہ ملک امریکی ریاست نہ بنا رہے تو اس کا فقط ایک ہی اگر علمائے کرام اور اسلام پسند شخصیات واقعی اس بات کی خواہاں ہیں کہ پاکستان میں اسلام کا

---

[1] پیدا ہوئے وکیل تو شیطاں نے خوش ہو کر کہا لو آج ہم بھی صاحب اولاد ہوگئے۔

بول بالا ہو نظام مصطفیٰ کی خوشبو ہر جگہ پھیل جائے اور یہ ملک امریکی ریاست نہ بنا رہے تو اس کا فقط ایک ہی کے گروہ کی جائے پیدائش اور جنم گاہ بھی سکول، کالج اور یونیورسٹیاں ہی ہیں۔ بلکہ ایک عام ممبر سے لیکر صدر تک اور ایک عام پولیس و فوجی اہلکار سے لیکر پولیس اور فوج کے سربراہ تک ہر قابل ذکر ملازم یہیں سے پیدا ہوتا ہے اور اپنی حاصل کردہ تعلیم کے اثرات کے موافق نفاذ شریعت کی راہ میں مستقل رکاوٹ بن جاتا ہے اور جبکہ ہماری اپنی مجبوریاں ہیں جنکی وجہ سے اس اصل بات کو چھپا جاتے ہیں اور نوک زبان پر نہیں لاتے۔ معلوم نہیں شاعر اس وقت کس حال میں بیٹھا تھا جب ہاتف غیبی نے اس موقع کیلئے اس کے دماغ میں اس شعر کا مضمون ڈالا ہو گا۔

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے مسلمانو!
تمہاری داستان تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

اور

چو تقلید مغرب سے سنو اے ایشیاء والو!
کہ مغرب کی طرف جاتے ہی سورج ڈوب جاتا ہے

اگر کسی کور دماغ کو نظام مصطفیٰ ﷺ کے عدم نفاذ کی اصل وجہ اب بھی سمجھ میں نہ آئی ہو تو وہ "صور اسرافیل" کا انتظار کرے۔ ہم تو اس مردہ روح پر بطور تبرکہ یہی شعر پڑھ سکتے ہیں۔

دانا کیلئے کافی ہے اک لفظ نصیحت
ناداں کیلئے کافی نہیں دفتر نہ رسالہ

انشاء اللہ آئندہ صفحات میں کچھ ایسے ٹھوس اور ناقابل تردید حوالہ جات پیش کیئے جائینگے جن سے ان نام نہاد تعلیمی اداروں کا اصلی روپ اور بھیانک چہرہ سامنے آجائے گا۔ حقیقت منکشف ہو جائیگی اور ہر کس و ناکس پر اتمام حجت ہو جائیگی اور حق و باطل و کھوٹا و کھرا علیحدہ ہو جائے گا۔

اس موقع پر اسلام کا درد رکھنے والے ان ماں باپ اور طلباء و طالبات سے ہمدردانہ التماس کرتا ہوں جو نافہمی یا غفلت کی وجہ سے ان اداروں سے منسلک ہیں یا ایسے اداروں کی سرپرستی کر رہے ہیں۔

خدارا! فی الفور ان سے دست کش ہو جائیں اور کنارہ کشی اختیار کر کے اسلامی تعلیمات پر عمل کریں اسی مین تمہاری دنیا و عقبیٰ کا بھلا ہے اور اسی میں تمہارے بچوں کے دین و ایمان کی بقا ہے اور یہی جنت کا راستہ ہے۔ ورنہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کسی کے اس قول کی ذرہ برابر بھی وقعت و شنوائی نہیں ہو گی کہ "یا اللہ ہمیں خبر نہ تھی"

لارڈ میکالے کی روحانی و معنوی اولاد یعنی گورنمنٹ کالج کے خنزیر صفت پروفیسروں کی لڑکوں کو ارتداد کی تعلیم

آفتاب سے زیادہ روشن ہے کہ جب کوئی قوم یا ملت اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم و تہذیب کو چھوڑ کر کسی ایسی قوم کے مرتب کردہ نصاب تعلیم کو اپنالے جس کا نظریہ حیات اس سے بالکل مخالف اور متصادم ہو تو اس کا واضح اور دو ٹوک مطلب یہ ہو گا وہ قوم اپنے مذہبی و نظریاتی تشخص کو ختم کر کے اجتماعی طور پر خودکشی کرنا چاہتی ہے اور اس دوسری قوم میں مدغم و جذب ہونا چاہتی ہے۔ العیاذ باللہ

اگر کوئی قوم دوسروں کے تجویز کردہ نظام تعلیم کو برضا و رغبت قبول کرے اور اس پر طرہ یہ کہ مطمئن و راضی ہو کر بیٹھ جائے تو جلدی یا بدیر چشم فلک کو یہ منظر دیکھنا پڑے گا کہ خود اسی قوم کے نوجوانوں کی نگاہ میں اپنی ہی قوم، اپنا ہی مذہب۔ اپنی ہی تاریخ، اپنی ہی تہذیب اور اپنے ہی اسلاف اور بزرگان دین کے عقائد و نظریات بلکہ ہر چیز مخدوش اور پراگندہ ہو کر رہ گئی ہے۔

ان کے دل و دماغ پر انہیں لوگوں کے تصورات و نظریات کا ٹھپہ لگ جائے گا جنہوں نے انکے لئے نظام تعلیم تجویز کیا ہے اور یہ کسی بھی قوم کی بدترین خودکشی ہو گی جس کا تصور کوئی صاحب عقل قوم حالت ہوش و حواس نہیں کر سکتی۔

لیکن پاکستان میں یہ طرفہ تماشا ہے کہ

جو حماقت ہم قیام پاکستان سے پہلے کمزوری یا بے بسی کی وجہ سے کر رہے تھے آج بظاہر آزاد ہونے کے بعد بھی کر رہے ہیں۔ وہی نصاب وہی نظام!

ہمیں یہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہئے کہ اسلام کا سارا دار و مدار عقیدہ توحید عقیدہ رسالت، عقیدہ آخرت اور ارکان اسلام پر ہے۔ اگر کوئی شخص ان میں سے کسی ایک عقیدے کا انکار کر دے تو وہ کھلم کھلا کافر اور مسلمان ہونے کی صورت میں علی الاعلان مرتد ہو گا اور یہ بات جمہور علماء کے نزدیک مجمع علیہ ہے کہ مرتد کی سزا قتل کے سوا دوسری کوئی نہیں ہو سکتی۔

لیکن اسے حالات کی ستم ظریفی قرار دیا جائے یا اسے بے حسی اور بے ضمیری کا نام دیا جائے کہ پاکستان کے دل لاہور میں واقع گورنمنٹ کالج کے مرتد پروفیسر اعلانیہ طور پر لڑکوں کو کفر و ارتداد کی تعلیم دے رہے ہیں اور قطعی طور پر منصوص علیہ مسائل کے بارے میں اس طرح کے بیان جاری کر رہے ہیں۔

"نماز عام مسلمانوں پر فرض نہیں بلکہ نماز صرف گناہ گاروں پر فرض ہے، پالتو سور کھانا حلال

ہے اور جنت ودوزخ کا کوئی وجود نہیں یہ صرف مولویوں کے گھڑے ہوئے مسئلے ہیں" معاذاللہ

(روزنامہ خبریں لاہور ۲۰ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ)

اور حال ہی میں انہیں پروفیسروں کے تعلیمی نطفے بے دین اتاترک کمال پاشا کے شیدائی اور ملک کے موجودہ سربراہ کسریٰ پرویز (جس نے رسول اللہ ﷺ کا نامہ مبارک پھاڑ کر پرزے پرزے کر دیا تھا) کے ہم نام جنرل پرویز نے نبی کریم ﷺ کی نہایت پسندیدہ اور محبوب ترین سنت مبارکہ داڑھی شریف (جو کہ حکم رسول ﷺ "واعفوا اللحی" کیساتھ مامور ہے) کا مذاق یہ کہہ کر اڑایا۔

"داڑھی بڑھائیں" بسنت نہ منائیں، نیکریں نہ پہنیں، یہ دقیانوسی باتیں ہیں" معاذاللہ ثم معاذاللہ۔ (روزنامہ خبریں ۱۵ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ)

لاہور میں ہونیوالی عالمی پنجابی کانفرنس کے "اعلیٰ تعلیم یافتہ" ایک بد معاش ڈاکٹر حمید اختر نے یوں تقریر کر کے قرآن کریم کی توہین کی۔۔

"پاکستان تلاوتاں کرن لئی نئیں بنیا، ترقیاں کرن لئی بنیا اے" نعوذباللہ۔

(روزنامہ خبریں ۱۵ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ)

معزز قارئین! مذکورہ بالا ہر خیالات وبیانات بیرون ممالک سے درآمد شدہ نہیں بلکہ تمام بیانات سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں سے تربیت پانے والے افراد کے ہیں۔

ہمیں عوام الناس سے اسقدر گلہ نہیں جتنا شکوہ ہمیں ان علمائے کرام سے ہے جو ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے میں تو اتنے ماہر ہیں کہ کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے لیکن ملک بھر کے کثیر الاشاعت اخبارات ورسائل میں شائع ہونیوالے کفروالحاد سے لتھڑے ہوئے بیانات پر انکے سارے فتوے "دارالافتاء" میں بند ہو کر رہ گئے اور کوئی تھوڑی بہت کاروائی بھی ان دشمنان اسلام کے خلاف نہیں کر سکے۔

وا اسفاہ

کہیں ایسا تو نہیں کہ انکے نام نہاد علماء کے اپنے بچے، بچیاں سکولوں، کالجوں، اور یونیورسٹیوں میں گمراہ کن انگریزی تعلیم کیلئے کوشاں ہوں اور مصلحت کوشی اور حکومتی مفادات کی وجہ سے اپنے "مستند فتاویٰ" کا رُخ کسی اور طرف زبردستی موڑ دیا جاتا ہو۔

~ ناداں گر گئے سجدے میں جب وقت قیام آیا۔

کراچی کے ملحد وزندیق "ٹیچروں" کی سکول کے بچوں کو دہریائی تعلیم

کراچی کے ایک ماڈرن سکول میں زیر تعلیم ایک نمازی بچے کا اپنے باپ سے مکالمہ ایک رسالے

میں چھپا ہے، اس کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

ابو جان! آپ مجھے ماڈرن سکول کیوں بھیجتے ہیں، مجھے تو اسکول پسند نہیں ہے۔

باپ! کیوں بیٹا! آخر کیا وجہ ہے؟

بچہ! ابو جان! وہاں لڑکیاں ناچتی ہیں، لڑکے ستار (ایک قسم کا باجا) بجاتے ہیں۔

باپ! توبہ، توبہ، ارے واقعی ایسا ہوتا ہے۔؟

بچہ! ابو پوری بات تو سنیں، ہمارے اُردو کے ٹیچر بہت بڑے شاعر ہیں مگر شراب بھی پیتے ہیں ایک دفعہ انہوں نے "لیکچر" دیتے ہوئے ہمیں بتلایا کہ "روسی خلابازوں نے خدا کو آسمان پر ہر جگہ تلاش کیا ہے مگر کہیں نہیں پایا ہے" نعوذباللہ

باپ! لاحول ولا قوة الّا باللہ

بچہ! ابو! ہمارے "انگلش کے ٹیچر" حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بتلاتے ہیں اور ہمارے نبی کریم ﷺ کے بارے تو عجیب وغریب باتیں کرتے رہتے ہیں کہ "دیکھو اتنی عورتوں سے انہوں نے شادی کی" نعوذباللہ

ابو اور بتلاؤں! ہمارے "سائنس کے ٹیچر" ہمیں بندر کی اولاد بتلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "ڈارون نے اسے ثابت کر دیا ہے"

ابو! کیا ہم واقعی بندر کی اولاد ہیں؟ آپ تو کہتے تھے کہ ہم آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں، اور ایک دن ہمیں "تاریخ کے استاد" نے سبق میں بتلایا کہ

"مسلمان فاتحین بدکردار تو نہ تھے مگر تاجبوں اور لٹیروں جیسا مزاج ضرور رکھتے تھے" معاذاللہ

(مسلم طالبات ص ۳۸ تا ۳۹)

قارئین کرام! خوب پہچان لیجئے، یہ انہیں شکار گاہوں کے شکاری ہیں جنہوں نے دروازوں کے باہر قد آدم بورڈ لگا کر "نئے شکار" کو پھانسنے کیلئے اس طرح کی عبارتیں لکھی ہوئی ہیں۔

"آئیں تشریف لائیں اور دیکھیں کہ ہم فروغ تعلیم اور معیار تعلیم کیلئے کیسے کوشاں ہیں" سبحان اللہ۔

وہی قتل بھی کرے وہی لے ثواب اُلٹا
دست قاتل ہے کہ محنت کا صلہ مانگے ہے

بعض لوگ سوال کرتے ہیں کہ

ان حالات میں ہم پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور ہماری طرف سے کیا ردعمل ہونا چاہئے تو انکی جناب میں گزارش ہے کہ اگر آپ واقعی اپنے دین کے ساتھ مخلص ہیں تو آپ کی پہلی ذمہ داری تو یہ ہے کہ

اپنے صاحبزادوں اور صاحبزادیوں کو ان مقتلوں کی دہلیز پر قدم نہ رکھنے دیں اور لڑکیوں کو گھر میں اور لڑکوں کو اسلامی مدارس میں دینی تعلیم سے روشناس کرائیں" اور دوسری ذمہ داری شاعر کی زبانی سنئے۔

تہذیب نو کے منہ پہ ایسا تھپڑ رسید کر
جو اس "حرامزادی" کا حلیہ بگاڑ دے

"ترقی کرانے" اور "ڈسپلن" سکھانے کا انوکھا طریقہ

کچھ عرصہ قبل امریکی سکول کی ایک خاتون ٹیچر کے بارے میں اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی

"بچے توجہ نہیں دیتے خاتون اساتذہ نے برہنہ ہو کر پڑھانا شروع کر دیا"

۲۹ سالہ مس ٹرینی اور مسز کیرن نے اپنے موقف کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ

"۲۴ شاگردوں کی یہ جماعت جس میں لڑکے اور لڑکیاں شامل ہیں، اناٹومی کے پیریڈ میں قطعاً دلچسپی نہیں لیتے تھے جس پر ہم نے یہ انوکھا طریقہ ایجاد کیا اور کپڑے اتار کر فوراً بلیک بورڈ کی طرف منہ کر کے پڑھانا شروع کر دیا"۔

(روزنامہ پاکستان ۱۲ رجب المرجب ۱۴۲۱ھ)

ہو سکتا ہے کہ کوئی "پیمانہ باز مسٹر" یا "تاویلاتی مولوی" کہے کہ ہمارے سکولوں کا "تعلیمی معیار اور ترقی کا انداز" ان سے کہیں زیادہ بہتر ہے، پاکستانی سکولوں کو امریکی سکولوں پر قیاس نہیں کیا جا سکتا، اُمید ہے کہ ایسے "بابو جی" اور "عذر لنگ" کرتے ہوئے ان اداروں سے ایلفی کی طرح چمٹے رہنے والوں کے لئے ذیل کا حوالہ "زناٹے دار طمانچہ" ثابت ہوگا۔

لاہور شہر کے ایک ماڈل سکول کی ہیڈ مسٹریس نے چھٹی کلاس کی ایک طالبہ کو، جس نے "یونیفارم" نہیں پہنا ہوا تھا، اس جرم کی سزا یوں دی کہ کلاس روم میں جا کر جہاں نصف سے زائد لڑکے تھے، بلیک بورڈ کے پاس استاد کے سامنے رکھے ڈیسک پر کھڑا کیا، پہلے دوپٹہ اُتروایا، پھر قمیض اتارنے کو کہا، معذرت اور منت سماجت کے قبول نہ کرنے پر لڑکی نے قمیض بھی اتار دیا تو کہا کہ اب شلوار اُتارو۔ لڑکی نے لجاجت اور منت سماجت پر بلکتے سسکتے ہوئے بال آخر ڈنڈے کے ضرور پر اس کی

شلوار اُتروا کر کچھ وقت تک سب کے سامنے اسے الف ننگا کھڑا رکھا گیا"۔

(روزنامہ خبریں، لاہور ۳۱ جنوری ۱۹۹۶ء)

آہ! شہروں اور دیہاتوں میں ہزاروں کی تعداد میں قائم شدہ یہ وہ "خفیہ اور با قانون چکلے" ہیں، جو اپنی حرامکاری کی کانوں کان خبر نہیں ہونے دیتے اور لوگوں کو "بے وقوف" اور "اُلو" منانے کیلئے خوبصورت تختی، پر یہ شعر لکھ کر لگا دیتے ہیں۔

قسمت نوع بشر تبدیل ہوتی ہے یہاں
اک مقدس فرض کی تکمیل ہوتی ہے

مسلمانو! ذرا سوچو تو سہی اور غور تو کرو!۔

کیسے ظالم ہیں وہ لوگ جو صَرصَر کو صبا کہتے ہیں
کیسے عیار ہیں وہ لوگ جو ظلمت کو ضیاء کہتے ہیں

کسی شاعر نے مسلمانوں کو اس انجام بد سے خبردار کرتے ہوئے کس قدر "تلخ" مگر حقیقت افروز بات کہی ہے۔

وہ بدنام جلوہ گری کالجوں کی — مسلمان لڑکی پری کالجوں کی
نہیں ہے اگر "حمل و اغوا" گوارا — تو اسکول، کالج سے کیجئے کنارہ

واضح رہے کہ پاکستانی سکولوں میں پڑھایا جانیوالا نصاب تعلیم مکمل طور پر یہودیوں کی گرفت میں ہے

نوجوان نسل کو گمراہ کرنے کیلئے "پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ" کا شائع کردہ نصاب ہی کافی تھا۔ مزید کسی تحریک کی ضرورت نہ تھی لیکن اس پر اکتفا نہیں کیا گیا۔ بلکہ مسلمان نوجوانوں کو "آتش کدہ یورپ" میں آخری دھکا دینے کیلئے ایک غیر ملکی ادارے "آکسفورڈ پریس" سے ساز باز کر کے حکومت کی جانب سے ایک "خصوصی نصاب" تیار کرلیا گیا جس کی مدد سے نرم و ملائم انداز میں "مغربیت" کی "نوک دار پھانس" کو نسل نو کے دل و دماغ میں بڑی چابکدستی سے اُتار دیا گیا۔

لیکن ملت اسلامیہ اور اسلام کے ان خون آشام بھسوڑوں کو اس سے بھی سیرابی نہ ہوئی اور اب تازہ ترین اطلاعات کے مطابق ملک کے تمام سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے تعلیمی نظام کو مکمل طور پر اور مستقل طور پر بین الاقوامی سطح پر کام کرنے والی یہودی تعلیمی کمپنیوں اور ایجنسیوں کے حوالے کر دیا گیا ہے۔

اخبارات میں شائع ہونیوالی تفصیلی خبر حسب ذیل ہے۔

"پاکستان میں تعلیمی نظام پر بین الاقوامی یہودی ملٹی نیشنل کمپنیوں کا حملہ کامیاب ہو گیا ہے، اب ملک بھر میں پرائمری سے سیکنڈری سطح تک یورپ اور امریکہ کی شائع شدہ ایسی کتابیں پڑھائی جا رہی ہیں جن میں "بلے حج کرتے" اور انسانوں کو حصول خوراک کیلئے "سئوروں کا شکار" کرتے اور شعار اسلام کا مذاق اڑاتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔

صبح کا آغاز نماز کی بجائے سورج کی پوجا کرتے، شرابیں پینے اور برہنہ غسل کرنیوالوں کو عورتوں سے مساج کراتے دکھایا گیا ہے، ایک کتاب میں "بلی کے حج" کرنے کی کہانی ہے، واپسی پر وہ مسلمانوں کی طرح بڑی سی "سفید پگڑی" باندھتی اور کندھوں پر "علماء" کی طرح ایک "عبا" رکھتی ہے اور "قبا" پہنتی ہے۔ "نمازیں" پڑھتی ہے، پھر اچانک یہ جانور دوسروں کا اعتماد حاصل کر کے انہیں شکار کرنا اور کھانا شروع کر دیتا ہے۔

مسلمانوں کے دینی فرائض کا اس انداز میں مذاق اُڑانے کی آج تک کبھی کسی کو جرأت نہیں ہوئی۔

ایک اور کتاب میں جو "بک ون" کہلاتی ہے، میں روایتی رومن ون نامی مضمون میں رنگین تصویروں کے ذریعے "رومن تہذیب" پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ایک رومن ہاتھ اٹھا کر سورج کی عبادت کر رہا ہے، کئی امراء شراب کے گلاس اٹھائے ایکدوسرے کو کھانے کی اشیاء پیش کر رہے ہیں، اس کے بعد کی تصویروں میں کچھ رومن غسل خانے میں پانی کے تالاب میں خرمستیاں کر رہے ہیں اور ایک طرف جانگیہ پہنے خاتون ایک مرد کے ساتھ "کینڈل لائٹ" میں تشریف فرما ہیں، تیسری تصویر میں ایک فیملی بیٹھی ہے اور خواتین شراب کے برتن اٹھائے ہوئے ہیں غرضیکہ اس طرح کی تعلیمات کو عام کرنے کیلئے پاکستان کے نظام تعلیم کو دنیا بھر میں یہودیوں کی بنائی ہوئی "ملٹی نیشنل تعلیمی کمپنیوں" کے سپرد کر دیا گیا ہے"

(روزنامہ نوائے وقت۔ ۷ صفر المظفر ۱۴۲۲ھ)

پیارے مسلمان بھائیو!

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ ہر فتنہ، ہر فساد، ہر خرابی اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کی راہ میں اصل رکاوٹ سکول، کالج اور یونیورسٹیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ اس کی منشاء کے مطابق یہ بات ہماری سمجھ میں آجائے۔ آمین۔

موجودہ نظام تعلیم کی مثال بالکل اسی طرح ہے جیسے کسی قالب میں روح ہو، اور اگر قالب سے روح کو نکال دیا جائے تو جسم بے حس و حرکت ہو کر رہ جائے گا۔ اسی طرح یہود و نصاریٰ کی "خبیث روح"

سکولوں، کالجوں کے قالب میں "دندناتی" پھر رہی ہے اگر ہم نے قرآن وسنت کا "نشتر" لگا کر اس "روح ناسعید" کو نکال دیا تو اسی روز یہود و نصاریٰ کا بظاہر "موٹا تازہ جسم" دھڑام سے نیچے گر کر "مردار" ہو جائے گا اور بالآخر اپنے "مرکز اصلی" جہنم میں چلا جائے گا۔

ہے کوئی مرد مسلمان جو "آہنی ہتھوڑا" لیکر اور گرز مار مار کر اس "آتشکدۂ یورپ" کو بجھا ڈالے

اُٹھو! وگرنہ حشر نہ ہو گا پھر کبھی
دوڑو کہ زمانہ قیامت کی چال چل گیا

ندا الی الامت الاسلامیہ !!!

تاریخ اسلام گواہ ہے کہ اُمت مسلمہ نے آج تک یہود و نصاریٰ کہ نظریاتی مراکز سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کہ فتنے سے بڑا فتنہ نہیں دیکھا، یہ فتنہ تو تاتاری فتنوں، صلیبوں جنگوں، عالمی کافرانہ اداروں (مثلاً اقوام متحدہ) اور برصغیر میں انگریزوں کی عملداری کے فتنے سے بڑا فتنہ ہے اور اگر یہود و نصاریٰ کے اس تعلیمی فتنے کو تاریخ اسلامی کا "فتنہ عظیم" کہا جائے، تو بالکل بجا ہے کیونکہ یہودیوں اور عیسائیوں کے باقی فتنے ظاہری اور ببانگ دہل تھے لیکن یہ فتنہ تعلیم کے رنگین اور دبیز "پردوں" میں استوار ہوشیاری اور پوشیدگی کی ساتھ لپٹا ہے جسے جاننا اور پہچاننا اور اسکی اتھاہ گہرائیوں تک پہنچنا "ہر کس و ناکس" کا کام نہیں۔

تاتاریوں کا فتنہ بلاشبہ تاریخ اسلام کا ایک بھیانک باب ہے، جس میں 17 لاکھ مسلمانوں کو بے دردی سے قتل کیا گیا صلیبی جنگوں کی آندھیوں اور طوفانوں کی خطرناکی سے کون انکار کر سکتا ہے۔ اقوام متحدہ کے کفر کی باندی ہونے میں دو رائیں نہیں ہو سکتیں۔ روس کے افغانستان پر غاصبانہ قبضے اور 16 لاکھ مسلمانوں کی المناک شہادت کو کسی قیمت پر فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ اور برصغیر میں انگریزوں کی بربریت اور مسلمانوں کی غلامانہ زندگی کے سیاہ ترین اور وحشت ناک اوراق تاریخ کا تاریک حصہ ہے۔ لیکن چونکہ یہ تمام فتنے واضح اور برسر عام تھے، مسلمان انہیں جلد ہی بھانپ گئے اور ایک ایک کر کے مٹاتے چلے گئے اور اس میں انہیں بہت حد تک کامیابی بھی ہوئی۔

لیکن موجودہ تعلیمی فتنے میں کتنے لوگوں کو کافر و مرتد بنایا، کتنے لوگوں کو الحاد و زندیقیت کے شیشے میں اتارا، کتنے لوگوں کا دین وایمان برباد کی، کتنے افراد کی دنیا و آخرت کو تباہ و برباد کیا، کتنے لوگوں کو وجود باری تعالیٰ کا منکر بنایا، کتنے اشخاص کو تصور نبوت و رسالت متنفر کیا، کتنے لوگوں کو اسلام کی حقانیت کے بارے

ارتیاب و تشکیک میں مبتلا کیا، کتنے افراد کا قرآن مجید پر ایمان متزلزل کیا، کتنے لوگوں کا آسمانی وحی پر اعتماد خراب کیا، کتنے لوگوں کو گمراہ و بے دین بنایا، کتنے لوگوں کو آوارہ و عیاش بنایا، کتنے لوگوں کو بد عمل اور زناکار بنایا، کتنے لوگوں کی غیرت و حمیت کو درگور کیا، کتنے مردوں اور عورتوں کو بے غیرت و بے ضمیر بنایا اور کتنے لوگوں کی نظر میں اسلام کے ہر حکم کو مشکوک اور یہود و نصاریٰ اور دیگر کفار نابکار کے ہر قول و فعل کو محبوب و مطلوب بنایا یہ ایمان فروشوں کیا ایک لمبی داستان ہے جسے الفاظ کے حصار میں محصور نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اس سلسلہ طویل کو ریاضی کے ہندسوں میں سمویہ جا سکتا ہے کیونکہ یہ سارا دھندہ تعلیم و ترقی کے نام پر "خفیہ خفیہ" ہوتا ہے جسے حساب و کتاب اور اعداد و شمار کا جامہ اور بیڑیاں پہنانا کم از کم میرے جیسے کم علم اور ہیچ مندان کے بس سے باہر ہے

کسی حقیقت شناس شاعر نے کتنا برمحل کہا ہے ۔

ستم کیشی کو تیری کوئی پہنچا ہے نہ پہنچے گا
اگرچہ ہو چکے ہیں تجھ سے پہلے فتنہ گر لاکھوں

موجودہ نظام تعلیم اور نصاب تعلیم کے خاتمے کا طریقہ کار

اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ O (المائدہ آیت نمبر ۲)

ترجمہ: اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت ہے۔

اور مسلم شریف میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے

مَنْ رَاٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ (صحیح مسلم شریف)

ترجمہ: تم میں سے جو شخص برائی دیکھے تو اسے طاقت سے روک دے، اگر یہ طاقت نہ ہو تو زبان سے منع کرے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو دل سے برا جانے اور یہ کمزور ترین ایمان ہے

اسلام کا درد رکھنے والے جان سے زیادہ عزیز بھائیو!

آپ نے مذکورہ آیت کریمہ کو ملاحظہ کیا جس میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر یہ ارشاد فرمایا ہے ۔ کہ بھلائی اور تقویٰ و پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی بڑھ چڑھ کر مدد کرو اور گناہ و زیادتی اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کاموں میں آپس میں ایک دوسرے کا ہاتھ نہ بٹاؤ۔

پاکستان کے سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں مروجہ نصاب تعلیم کی اساس کفر و گمراہی پر رکھی گئی ہے، اور کفر و گمراہی کا گناہ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہونا اظہر من الشمس ہے لہذا قرآن کریم کی اس آیت مقدسہ کی رو سے مروجہ نصاب تعلیم کو موجودہ نظام تعلیم کے زیر انتظام و انصرام پڑھنا، پڑھانا، اسکی حمایت کرنا، سکولوں، کالجوں کا حصہ بننا، اس نصاب تعلیم کی نشر و اشاعت میں حصہ لینا، اور کسی بھی طریقے سے اس سے تعاون کرنا یا اپنی اولاد کو ان میں پڑھنے کے لیئے بھیجنا مذکورہ آیت کی روشنی میں گناہ و برائی پر تعاون اور اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینا ہے۔

اور حدیث شریف کی رو سے ہر شخص اپنی اپنی حیثیت و ہمت کے مطابق مروجہ نظام تعلیم اور نصاب تعلیم کے سدباب اور روک تھام کا پابند ہے اور اسے ہر حال میں اپنی طاقت کے مطابق اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہونا چاہیے

دانشوران اسلام اور علمائے ربانی پر موجودہ حالات میں بہت بڑا فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ موجودہ نظام تعلیم اور نصاب تعلیم کی ایک ایک خرابی اور ایک ایک برائی کو بھرپور طریقے سے عوام کو سامنے بیان کرتے ہوئے اس نظام و نصاب سے عدم تعاون اور مقاطعہ کے لئے قوم کو آمادہ کریں اور لوگوں کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرائیں کہ وہ قطعاً اپنی اولاد کو ان غیر اسلامی اداروں میں داخلہ نہ دلائیں۔

اسلامی نظام تعلیم اور نصاب تعلیم کے حامی بہت سارے طلباء ان اداروں میں نادانستہ طور پر اور ناواقفیت کی بناء پر زیر تعلیم ہیں، ان طلباء کو مختلف النوع تبلیغی جلسوں میں دعوت دے کر پورے نظم و ضبط کے ساتھ تیار کریں، اور انہیں زندگی کی حقیقت اور دنیا و آخرت کی صحیح اسلامی فکر دلا کر مشورہ دیں کہ وہ ان اداروں میں پڑھنے پڑھانے کا خیال مکمل طور پر ترک کر دیں اور ان مقاصد کے حصول کے لئے سکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں کو دس سال کے لئے مقفل بھی کرنا پڑے تو اس میں ذرا برابر دریغ نہ کریں تاآنکہ صحیح اسلامی نصاب تعلیم کی ترتیب و تدوین نہ ہو جائے اور اسکے نفاذ کے لئے کوئی سبیل اور راستہ نہ نکل آئے اور ان اہداف کو حاصل کرنے کے لئے جان و مال کی قربانی بھی دینی پڑے تو ہرگز ہرگز گریز نہ کریں انشاء اللہ العزیز منزل مقصود پر پہنچنے تک اللہ تعالیٰ کی مدد و رسول پاک ﷺ کی نظر کرم شامل حال ہوگی اور اس اہم معاملے میں ہر غیرت مند مسلمان بالخصوص نوجوان قوم کا ہمراہی ہوگا۔ ہمت مرداں مدد خدا

اگرچہ سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کی تمام پیدہ اور بھٹکی ہوئی قوم کو "سوئے حرم" لے جانا اتنا آسان نہیں، لیکن تمام تر مشکلات کے باوجود یہ کام ناممکن اور محال بھی نہیں۔

اٹھو اور سرنوشت کے حالات بدل ڈال — تدبیر سے تقدیر کے دن رات بدل ڈال
میدان میں آ چھوڑ کے تسبیح و مصلیٰ — کچھ دن کے لئے طرز عبادات بدل ڈال
تعلیم پہ موقوف ہے راستائی افکار — "بیہودہ نصاب" کی خرافات بدل ڈال

ایضاً

عقل ہے تیری سپر عشق ہے شمشیر تیری — اے مرے درویش "خلافت" ہے جہانگیر تیری
ماسوا اللہ کے لئے آگ ہے تکبیر تیری — تو مسلمان ہو تو تقدیر ہے تدبیر تیری

آپ کا خادم بندہ خالق حقیقی محمد عبیداللہ صدیقی

— مروجہ نصاب تعلیم کے کفریات اور گمراہیوں کو جاننے کے لئے رسالہ "سکولوں، کالجوں کی تباہ کاریاں" کی دوسری قسط کا مطالعہ فرمائیں۔ شکریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظامہائے تعلیم میں نصابات تعلیم کی اہمیت وافادیت مسلمہ ہے۔ کسی بھی نظام کے تحت پڑھایا جانے والا نصاب تعلیم طلباء کے ذہن کو بگاڑنے یا سنوارنے میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ بلکہ انہیں صحیح سمت یا غلط راستے پر ڈالنے میں "ریڑھ کی ہڈی" کی حیثیت رکھتا ہے۔

نصاب تعلیم ایک نظریاتی آلہ کار ہے جو اپنے مرتبین کے خیالات ونظریات کی واضح عکاسی کرتا ہے مزید واضح الفاظ میں عرض کرتا ہوں کہ تعلیمی نصاب کو ذریعہ بنا کر اہل قلم حضرات اپنے افکار وآراء کو طلبہ کے ذہن میں منتقل کرتے ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ نصاب تعلیم میں اگر عیسائیت کی روح کارفرما ہوگی تو طلبہ عیسائی، اگر اسلام کی روح جلوہ گر ہوگی تو طلبہ مسلمان اور اگر منافقت کی روح کا حلول ہوگا تو طلبہ منافق تیار ہونگے۔ پاکستان کے سرکاری تعلیمی اداروں کا تعلق تیسری قسم سے ہے۔ جہاں کے سند یافتہ حضرات کی حالت اتنی دگرگوں ہوتی ہے کہ نہ "ادھر" کے رہتے ہیں نہ "ادھر" کے، بلکہ "ادھر" کے بھی نہیں رہتے اور پھر بیچارے ترقی کے مارے یوں گویا ہوتے ہیں

چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی

سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے نصاب تعلیم کا جائزہ لینے سے قبل پاکستان بھر کے تعلیمی اداروں پر ایک نظر ڈالیے۔

وضاحتی نقشہ حسب ذیل ہے:۔

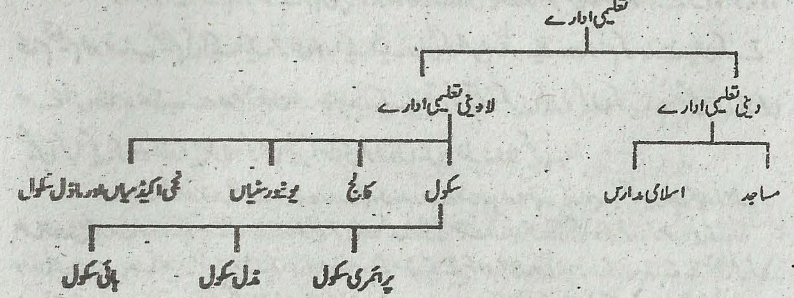

وضاحت:۔ دینی اور لادینی کی تقسیم سے ہماری مراد محض دینی اور دنیاوی تعلیمی ادارے نہیں بلکہ خالص دینی یا خالص دینی دارالعلوم اور خالص لادینی سکول، کالج، اور یونیورسٹیاں مراد ہیں، سرکاری اداروں میں تو مکمل لادینی نظام کے تحت درجہ کمال تک پہنچا ہوا [illegible] نصاب تعلیم پڑھا اور پڑھایا جارہا ہے۔ جبکہ مذہبی تعلیم دینے کے دعویدار اسلامی مدارس دو قسم پر ہیں۔

(i) جو تمام مغربی علوم وفنون سے گریزاں ہو کر قرآن وسنت کے علوم حقہ وحدہ کی تعلیمات کو عام کرنے [illegible] شب وروز کوشاں ہیں۔ اور "عصری علوم کے عصری فتنوں" سے باخبر ہیں اگرچہ انکی تعداد بہت کم ہے لیکن یہ اسلامی مدارس [illegible] صد افتخار سرمایہ ہیں۔

(۲) دوسری قسم کے مدارس بھی "زبانی" طور پر تو علوم اسلامیہ کی تعلیم کے مدعی ہیں لیکن نیرنگی دوراں کی وجہ سے [illegible] درون عصر رواں ہیں اور "علوم عصریہ" کے "نت نئے فتنوں" کو سمجھنے سے قاصر وعاجز ہیں۔ انہوں نے مغربی علوم وفنون کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے ہیں اور کلی یا جزوی طور پر انہیں قبول کرلیا ہے۔ ان کی ناگفتہ بہ حالت کا اندازہ وہاں کے طلباء کی سعی واخلاقی [illegible] کر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔

زیر نظر کتابچے میں "لادینی اداروں" میں پڑھے اور پڑھائے جانے والے سازشی نصاب کو [illegible]

سے لے کر یونیورسٹی سطح تک کی کتابوں کا بغور مطالعہ کرکے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ موجودہ نصاب تعلیم "ظلمات کو گہوارہ" ہے جسے پڑھنا پڑھانا تو در کنار ایک سچا مسلمان اسلامی ریاست میں اسکا وجود بھی برداشت نہیں کر سکتا در اصل اس نصاب تعلیم کے در پردہ "فرنگی معمار" تو نیالان قوم کے قلوب واذہان میں شیطانی تعلیم کے ذریعے الحاد بھر رہے ہیں جسکا "تریاق" ملنا سخت مشکل ہے کیونکہ امراض ظاہری تو تشخیص اور جانچ پڑتال کے ذریعے با آسانی سمجھا جا سکتا ہے لیکن پوشیدہ اور باطنی بیماریوں کو معلوم کرنا حکیم کے لئے سخت دشوار ہے۔ سکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں کے تعلیمی نصاب کی ظاہری خرابیوں اور گمراہیوں کو تو معمولی سوجھ بوجھ رکھنے والا شخص بھی [illegible] کرنے سے جان جا سکتا ہے۔ لیکن یہ نصاب تعلیم جس چیز کی اصل وجہ اور سب سے بڑا محرک بن رہا ہے وہ "خاموش کفر والحاد" ہے کیونکہ اعلانیہ کفر کو تو ہر خاص وعام جان لیتا ہے لیکن ان "خیالات کے جرثوموں" اور یورپ کی [illegible] "نظریات اور پالیسیوں" کے متعلق [illegible] چھپے ہوئے اس "ساکت اور غیر محسوس الحاد" کو چند اہل نظر ہی سمجھ سکتے ہیں اور پھر وہی تو [illegible] تعلیمی شہر کی سڑکوں میں [illegible] مار کر بیٹھے ہوئے اس "انگریزی سانپ" کا سر کچلتے ہیں اور "اسلامی تلوار" سے اس "دیو فرنگی" کا سر دھڑ سے جدا کرکے مقبولان بارگاہ ایزدی میں اپنا نام لکھواتے ہیں۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

موجودہ نصاب تعلیم کے کفریات، گمراہیاں اور خرابیاں

سرکاری اداروں میں رائج غیر اسلامی نصاب تعلیم ہرگز اس قابل نہیں کہ اسے ایک لمحہ بھی برقرار رکھا جائے اسکی چند وجوہات ہیں۔

(۱) موجودہ سازشی نصاب تعلیم ملت اسلامیہ کے دین وایمان، اخلاق واطوار، تہذیب وتمدن کی جڑیں کھوکھلی کررہا ہے۔ جیسے دین اسلام سے الفت ومحبت اور اپنی ثقافت وتہذیب یعنی "گندگی کے سمندر" سے بیزاری اور پر نقص ذخیرہ اور [illegible] پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے رہا ہے۔ یہ سیلاب ثقافت کی لپیٹ میں لیتا جا رہا ہے اور امت محمدیہ کی جان اور پہچان "غیرت ایمانی" کے [illegible] کے لئے شب وروز کوشاں ہے۔

(۲) اس "سرکاری نصاب" کی تقریباً ہر کتاب میں اسلامی احکامات سے بغاوت یا کم از کم کسی نہ کسی صورت مخالفت تو ہیں، تضحیک اور استہزاء کا عنصر موجود ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

"اِذَا سَمِعْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰہِ یُکْفَرُ بِھَا وَیُسْتَھْزَاُ بِھَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَھُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِہٖٓ اِنَّکُمْ اِذًا مِّثْلُھُمْ" (سورۃ النساء آیت ۱۴۰)	ترجمہ۔ اب تم سنو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو کہ انکار کیا جارہا ہے اور مذاق اڑایا جارہا ہے ان کا تو مت بیٹھو ان (کفر واستہزا کرنے والوں) کے ساتھ یہاں تک کہ وہ مشغول ہو جائیں کسی دوسری بات میں ورنہ تم بھی انہی کی طرح ہوگے۔

(۳) موجودہ نصاب تعلیم نوجوان نسل کو جس سوچ اور فکر سے تواتر سے دیا جا رہا ہے وہ اس کی تباہی و بربادی کا پیش خیمہ ہے۔ جس [illegible] اس تعلیمی نظام کے چند الفاظ یا لادینیت کے الفاظ میں مسلمان بچے پیدائش پر اس کے اختیار سے تو مشرقی ہیں [illegible] شکل وشباہت، زبان وبیان، سوچ وفکر، خیالات ونظریات، عادات واطوار اور گفتار وکردار کے اختیار سے "خالص انگریز" بن جاتے ہیں۔

(۴) موجودہ سازشی نصاب تعلیم نے نوجوانوں کو مزاج اس حد تک "یہ غیرت" بنا دیا ہے کہ وہ بیشتر اسلامی تعلیمات کو [illegible] سے دیکھتے لگے ہیں اور اسکے برعکس یورپ سے آنے والی ہر خبر پر فوراً بلا تحقیق "ایمان" لے آتے ہیں جبکہ [illegible] اللہ تعالیٰ کی [illegible]

تراشیدہ گھٹیا ترین دعوی "نظریہ ارتقاء" اور امریکی سائنسدانوں کی طرف سے "چاند پر پہنچنے" کا باطل دعوی ہی کیوں نہ ہو۔ حالانکہ اخبارات کی تفصیلات کے مطابق اس ڈرامائی سرمیں شریک خود ایک امریکی خلائی سائنسدان ماہر بل کے سنگ نے اپنی کتاب "ہم چاند پر نہیں گئے" میں اس دعوی کو جھوٹ کا پلندہ اور تاریخی فراڈ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ 30 ارب ڈالر کا فراڈ اور ڈرامہ تھا جسکی عکسبندی "نیواڈا" کے ریگستانوں میں کی گئی۔ چاند سے لائے گئے پتھروں کے اجزاء وہی ہیں جو زمین کے ہوتے ہیں اور چاند پر سے لی گئی زمین کی تصویریں سراسر فراڈ اور جھوٹ ہیں۔ (روزنامہ پاکستان لاہور ۱۸ اکتوبر ۱۹۹۹)

(۵) سکولوں۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھایا جانے والا نصاب عین بعینہٖ وہی ہے جو آکسفورڈ، کیمبرج اور دیگر یورپین یونیورسٹیوں کا ہے فرق صرف عین نمین کا ہے۔ بلکہ اب تو بعض اداروں میں یہ فرق بھی ختم کر کے خود انھیں مذکورہ یونیورسٹیوں کا تیار کردہ نصاب منگوا کر ترقی کے نام پر زمانی تقاضوں کا نام دیکر اور سہانے مستقبل کے سبز باغ دکھلا کر یہ "زہر کا پیالہ" بھی بے عقل والدین کے ناسمجھ بچوں کے حلق میں انڈیلا جا رہا ہے۔

(۶) عیسائی مشنریوں نے سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے نصاب تعلیم کو پڑھ کر نکلنے والے ناپختہ ذہن افراد کی سادہ لوحی اور انکی اسلام سے ناواقفیت کی بناء پر پورا پورا فائدہ اٹھایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قیام پاکستان کے بعد کی قلیل مدت میں عیسائی مبلغین نے ضعیف الاعتقاد پاکستانی باشندوں کو عیسائی بنانے میں اتنی زبردست کامیابی حاصل کی ہیں جسکی مثال برصغیر میں پورے ڈیڑھ صد سالہ برطانوی دور حکومت میں نہیں ملتی۔ عیسائی مبلغ نہایت خاموش طریقے پر انتہائی تیزی اور سرگرمی کے ساتھ عیسائیت کے بیج بو رہے ہیں چنانچہ قیام پاکستان سے قبل اور بعد کی "مسیحی اقلیت" میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

(۷) رائج الوقت نصاب تعلیم کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ یہ "کالے انگریز یا مشرقی انگریز" پیدا کرتا ہے جو زندگی کے ہر شعبے میں مغرب کی اندھی تقلید کو اپنا شعار بنا کر زندگی کے آخری سانس تک انگریزوں کے غلام بنے رہتے ہیں اور مغرب کے مقرر کردہ زاویہ ہائے نگاہ سے باہر نکل کر سوچنا بھی گوارہ نہیں کرتے۔

(۸) اس نصاب تعلیم کو چونکہ انگریزوں کے جگر گوشے یعنی پروفیسر حضرات مرتب کرتے ہیں اور پی ایچ ڈی کی "سند حماقت" لیکر یہ بزعم خویش مفسر قرآن بن بیٹھتے ہیں لہذا یہ "بے دال کے بودم" اکثر نصابی کتب بالخصوص سائنسی کتب میں ام الکتب قرآن حکیم کی ان آیات طیبات کو جو آفاق و انفس اور کائنات سے متعلق ہیں۔ یعنی انھیں سائنس دانوں کے فاسد قیاسات و نظریات اور خیالات و تصورات پر پوری صناعی بلکہ ڈھٹائی کیساتھ منطبق کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں خواہ اس نظریے کی تغلیط قرآن کریم سے ثابت ہو چکی ہو انھیں تو ضرور بالضرور توڑ مروڑ کر اور کھینچا تانی کر کے سائنسی نظریے کو قرآن کے موافق ثابت کر کے "سائنس دان محقق عصر" اور "نابغہ روزگار" کا لقب حاصل کرنا ہے اور بس۔

اقبال نے کیا [illegible] بات کہی ہے۔

احکام ترے حق ہیں مگر اپنے مفسر
تاویل سے قرآن کو بنا سکتے ہیں پازند

حالانکہ یہ ایک زندہ جاوید حقیقت ہے کہ قرآن وسنت کی تعلیمات قطعی اور حتمی ہے اور سائنس کی ہر بات ظنی اور غیر یقینی ہے۔ تا آنکہ خارجی حقائق اسکی تصدیق یا تکذیب نہ کر دیں۔ [illegible] کی بنیاد "آرگانک [illegible]" [illegible] سائنس [illegible] "[illegible]" کا نتیجہ تھا [illegible] ضعف اور [illegible] قرآن کریم میں ہے۔

وخلق الانسان ضعیفا (سورۃ النساء آیت ۲۸) ترجمہ۔ اور انسان کمزور پیدا کیا گیا۔

اپنے آپکو اہل دانش و بینش سمجھنے والے لوگ اسے اپنے تئیں بہت بڑی "دینی خدمت" گردانتے ہیں حالانکہ اپنے خیال و فکر کے مطابق سائنسی نظریات پر قرآن کریم کی آیات کو منطبق کرنے کی کوشش قرآن کی کوئی خدمت نہیں بلکہ سائنسدانوں کے جب ایسے نظریات غلط اور لغو ثابت ہوتے ہیں تو یہ کوشش قرآن کریم کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کا سبب بنتی ہیں۔ افسوس ہے ان "بیچارے مفسروں" پر

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

(۹) سازشی نصاب تعلیم کو ترتیب دیتے ہوئے وجود باری تعالی کے منکر مرتبین و دیگر کتب میں بالعموم اور سائنسی کتب میں بالخصوص ایسا ملحدانہ طرز تحریر اختیار کرتے ہیں کہ کتابوں میں اللہ تعالی کا نام ذکر کرنے کی بجائے "قدرت، فطرت یا نیچر" کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ تاکہ خالق کائنات کا اعتقاد دل و دماغ میں جاگزیں ہی نہ ہو سکے اور ان کتابوں کو پڑھنے والے اس بات میں پختہ ہو جائیں کہ یہ کائنات ایک حادثے کا نتیجہ ہے اور بغیر کسی چلانے والے کے اپنے آپ چل رہی ہے۔ انسان اپنی تقدیر کو آپ ہی بناتا اور بگاڑتا ہے۔ اس نقطہ نظر کے حاملین کے خیال میں کائنات کا کوئی خالق ہے نہ مالک بس "قدرت یا فطرت" ہی سب کچھ ہے گویا "قدرت یا فطرت" کا ایک نیا "تصوراتی بت" تراش کر اللہ تعالی کے نام کی جگہ اسے ذہنوں میں راسخ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

"نصابی صلیبیں" کی مرتبہ نے کیا ہی حقیقت افروز بات کہی ہے۔

"یہ طرز عمل اس معروف ملحدانہ نقطہ نظر کا غماز ہے کہ یہ کائنات ایک "اتفاق" کے نتیجے میں وجود میں آئی اور پے در پے "اتفاقات" ہی کے نتیجے میں برسرگرم عمل ہے "قدرتی عوامل" کی شکست و ریخت یا کسی اور "اتفاق" کے نتیجے میں خود بخود اختتام کو پہنچ جائے گی یا پھر انسان اپنی کد و کاوش سے اس قدر ترقی کر جائے گا کہ "موت و حیات" کو مسخر کر کے "کائنات" اور "انسان" کو (نعوذ باللہ) "ابدیت" کی صفت سے متصف کر لے گا۔ (نصابی صلیبیں صفحہ ۴۰)

اس ملحدانہ طرز تحریر کا ایک نمونہ ملاحظہ فرمائیں

"زندگی کے لئے یہ بڑا ناخوشگوار اور بدنصیبی کا حامل حادثہ ہے کہ عہد حاضر کے ترقی یافتہ دور میں انسانی کاوشوں سے پیدا کردہ بعض کیمیائی مرکبات" کے بخارات اوزون کی تہہ تک پہنچ گئے ہیں۔ ان کیمیکلز نے اوزون گیس کو ضائع کر دیا ہے جس سے اوزون کی حفاظتی تہہ میں شگاف پڑ گئے ہیں۔ ان شگافوں کے سبب سطح زمین کے موسموں میں بہت سی تبدیلیاں محسوس کی گئیں ہیں۔ بہر حال شاید "قدرت" کو ہم پر رحم آ گیا ہے اب ایسی خبریں بھی آ رہی ہیں کہ "قدرتی عوامل" نے ان شگافوں کو پر کر کے رکھ دیا ہے جس سے موسم دوبارہ اپنی شکل میں آ رہا ہے۔ (کیمیا برائے جماعت نہم و دہم صفحہ ۲۳۱)

محترم قارئین:۔ اللہ تعالی کے نام کو چھوڑ کر قدرت، قدرتی عوامل اور فطرت جیسے الفاظ کا استعمال کر کے مرتبین دراصل یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ کائنات اپنے ارتقائی مراحل طے کرتے ہوئے خود بخود چل رہی ہے جسکی کوئی ابتداء ہے اور نہ انتہاء اور ظاہر ہے کہ یہ خالصتہً "دہریائی فکر" ہے اور منکرین خدا کا عقیدہ ہے۔

مسلمان بھائیو! غور کرو کیا ایسی تعلیم پانے والے شخص سے کبھی بھی یہ بات کہنے کی ضرورت پیش آئے گی کہ "تو خدا کا انکار کر" بلکہ وہ رفتہ رفتہ اپنے آپ ہی خالق کائنات کی ہستی سے لاپرواہ اور آخرکار خدا کا منکر بن جائے گا۔ العیاذ باللہ

قرآن حکیم نے ایسے ملحدوں کو کتنے احسن انداز میں خبردار کیا ہے:۔

فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلٰلُ فَأَنّٰى تُصْرَفُونَ

ترجمہ:۔ یہ ہے اللہ تعالی جو تمہارا حقیقی پروردگار ہے پس حق کے بعد کیا ہے بجز گمراہی کے پھر تمہیں (حق سے) کدھر موڑا جا رہا ہے۔

(سورہ یونس آیت ۳۲)

(۱۰) عربی مسلمانوں کے نزدیک مقدس زبان ہے اور اسکا تقدس اس وجہ سے ہے کہ یہ زبان اللہ تعالیٰ کی محبوب اور رسول اللہ ﷺ کی پسندیدہ ہے۔ یہ قرآن وسنت کی زبان ہے بلکہ اہل جنت کی زبان ہے اسی "محبوبیت" کی بناء پر عربی زبان کو تمام زبانوں پر افضلیت حاصل ہے لیکن یہ مبارک زبان "انگریزی کے رسیا حضرات" کو راس نہیں آتی ہر وقت اسکی مخالفت کیلئے کمربستہ رہتے ہیں اور مسلمانوں کے اذہان سے اسکی محبت کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ موجودہ حکمرانوں نے تو بدبختی اور نالائقی کی انتہا کردی ہے کہ اس قرآنی لغت کو "غیر ملکی زبان" قرار دے دیا ہے۔

باطل قوتیں، اسلام دشمن حکومتیں، یہود و نصاریٰ کے ایجنٹ اور تہذیب مغرب کی گندگی کے تمام "گندے کیڑے" کان کھول کر سن لیں یہ مقدس اور پاکیزہ زبان قرآن کی زبان ہے قرآن پاک کی محافظ خود اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو عربی زبان میں نازل کرکے قرآن کریم کے ساتھ ساتھ عربی زبان کی حفاظت کا ذمہ بھی خود لیا ہے گویا کہ اسلام کی ابدی اور دائمی تعلیمات کی طرح اسلام کی پسندیدہ لغت سید اللسان "عربی زبان" بھی صبح قیامت تک اپنی اصلی شکل وصورت میں برقرار رہے گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ

برادران اسلام! سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے لئے سازشی نصاب تیار کرنے والے یہودی الفکر سرپرستوں نے اپنے خبث باطنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے عربی زبان کی برائے نام جو کتب شامل نصاب کی ہیں انکا نام "کتاب العربی" متعارف کرایا ہے اور اس کتاب کا نام "لغۃ الاسلام یالغۃ القرآن والسنۃ" رکھنے سے جان بوجھ کر گریز کیا تاکہ یہ ظاہر ہو کہ یہ تو محض "ملک عرب" کی زبان ہے اسلام کے ساتھ اسکا کوئی "خاص تعلق" نہیں اور ہمارے موقف کی صداقت کی دلیل یہ ہے کہ ۱۹۸۸ء میں جب نئی حکومت قائم ہوئی تو اس نے برسراقتدار آتے ہی موجودہ حکومت کیطرح عربی زبان کی ڈٹ کر مخالفت کی اور نصاب میں شامل عربی کتابوں کا سابقہ نام "لغۃ الاسلام" ختم کرکے "کتاب العربی" نام رکھ دیا اس وقت چھٹی جماعت کی "لغۃ الاسلام" میں زبان نبوی کی شان وعظمت کو بیان کرنے والی مندرجہ ذیل نظم ہوا کرتی تھی ازاں بعد اسے نصاب سے صرف اسلئے خارج کردیا گیا کہ کہیں طلبہ کے اذہان "اسلامی لغت" کی محبت کے اثرات قبول نہ کرلیں۔ وہ نظم یہ ہے:۔

العربیه العربیه	لغة القوة و الحربة
لغةالسلام لغة القرآن	لغة الاخلاق المرضيه
لغة البيان لغة التشريح	لغة الاحاديث النبويه
لغة التاليف لغة التاريخ	لغة الدول الاسلاميه

(۱۱) اس نصاب تعلیم کے مرتبین و مصنفین انتہائی "لوز مزاج" اور "شاطر" واقع ہوئے ہیں۔ جس غیر اسلامی نظریے اور خیال کو نوجوانوں کے ذہن میں راسخ کرنا مقصود ہو اسکے تمام تر نفسیاتی حربوں کو استعمال کرتے ہیں۔

لارڈ میکالے نے تو مغربی نظام تعلیم کی درجہ بندی اپنے خیالات کی منتقلی کے لئے پرائمری، مڈل، ہائی سکول، کالج اور پھر یونیورسٹی کی شکل میں کی تھی لیکن اسکے "مشرقی فرزندوں" نے اس مشن کی تکمیل میں اپنے "باپ" کو بھی مات دیتے ہوئے شاطرانہ اور عیارانہ چالوں کی مدد کردی ہے۔ مثلاً نفوس انسانی کی قاتل سوچ "خاندانی منصوبہ بندی" ہی کو لیجئے ابتدائی جماعتوں سے لیکر ایم اے تک کی کتابوں میں اس پر "روشنی" ڈالی گئی ہے۔ کہیں "ترقی کا راز" اور "آبادی کا خطرہ" جیسے عنوان دیکر اور کہیں "آبادی کے مسائل" کی رسا جماکر۔

یہ طریقہ واردات نویں جماعت تک کی کتابوں کے مضامین میں تدریجاً جاری وساری رہتا ہے ادھر بچپن بلوغت اور

جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتا ہے ادھر میٹرک سے ایم اے تک کی کتابوں میں "منصوبہ بندی" کے عملی طریقوں سے واقفیت کی ترغیب اور تجاویز دیتے ہوئے "آخری فہمائش" کی جاتی ہے کہ

یہ حقیقت اب تسلیم کرلینی چاہیے کہ قومی سکون، خوشیوں اور خوشحالی کی چابی "چھوٹا خاندان" ہے۔

(انگلش جماعت دہم صفحہ ۱۵۴)

ہم نے بطور نمونہ یہ ایک جھلک پیش کی ہے دیگر غیر اسلامی نظریات کے ارسال و انتقال کے مختلف فریبی حربوں کو اسی پر قیاس کرلیں۔

(۱۲) اکثر نصابی کتابوں میں یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی کہ (نعوذ باللہ) دینی تعلیم ادنیٰ اور جدید سائنسی تعلیم اعلیٰ تعلیم ہے۔ مثلاً علامہ اقبال کے حالات زندگی بیان کرتے ہوئے تحریر کیا جاتا ہے کہ علامہ اقبال نے ابتدائی دینی تعلیم سیالکوٹ کے مولوی میر حسن سے حاصل کی اور پھر "اعلیٰ تعلیم" کے لئے لندن اور جرمنی چلے گئے اور قانون کی اعلیٰ ڈگری حاصل کی۔ وغیرہ وغیرہ

بلکہ دسویں جماعت کے مطالعہ پاکستان میں تو صاف صاف لکھ دیا گیا ہے کہ "پاکستان میں کالج اور یونیورسٹی کی تعلیم کو اعلیٰ تعلیم کہا جاتا ہے"

(مطالعہ پاکستان برائے نہم و دہم صفحہ ۱۲۲)

چند مستثنیات کے علاوہ سکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں کے اساتذہ کی "مذہبی حالت" کی تفصیل درکار ہو تو اسی نصاب تعلیم کے ڈسے ہوئے اور سیکولر ماحول کے مرکز گورنمنٹ کے پروفیسر سجاد علی زندیق کے مذکورہ ذیل کافرانہ اور ارتدادی نظریات پڑھیے:۔

"موجودہ سائنسی دور میں قرآن کی تعلیمات (نعوذ باللہ) پرانی ہوچکی ہیں، اسلام کیسا مذہب ہے کہ آپ دوسری خاتون کا چہرہ بھی نہیں دیکھ سکتے، شادی کا بندھن نہیں ہونا چاہیے، ہلکی پھلکی شراب نوشی ذہنی استعداد بڑھاتی ہے، مذہب سے اتنا متاثر نہیں ہونا چاہئے کہ زندگی جہاد میں گزر جائے، انسان کو اچھائی کا ٹھیکیدار نہیں بنا رہنا چاہئے" نعوذ باللہ (روزنامہ یلغار ۱۳ ربیع الاول ۱۴۲۲)

ان نظریات کے حامل بے دین پروفیسر نے مذکورہ کفریہ کلمات کا آزادانہ استعمال کرتے ہوئے تقریر کے آخر میں مزید کچھ کر سجھتے ہوئے "مردہ دلان لاہور" کی چھاتی پر مونگ دلتے ہوئے کہا۔

"معافی چاہتا ہوں کہ اسلام کے بارے میں، میں مزید کچھ نہیں کہہ سکا" نعوذ باللہ

(روزنامہ یلغار ۱۳ ربیع الاول ۱۴۲۲)

نگل جائے زمیں! ناپید انھیں اے آسمان کردے
نہ یوں چین سے بیٹھیں گے، یہ بے غیرت پروفیسر

(۱۳) غدار اسلام اور خلافت عثمانیہ کے قاتل ترک حکمران کمال پاشا کے کردار اور اصل افکار و نظریات سے پاکستان کے بہت کم لوگ واقف ہیں، کمال پاشا ترکوں کی غیرت انسانی کا غاصب اور بدنام زمانہ شرابی حکمران تھا، اس کے اندر خدا کا اعتقاد تھا نہ زندگی بعد موت کا یقین، علمائے اسلام کا سخت مخالف تھا، جہاد کا دشمن اور شیطان کا آلہ کار تھا۔ اسنے شریعت کے خاتمہ اور ان قاضیوں کی دینی عدالتوں کی منسوخی کی پرزور وکالت کی تھی جو اسلامی قانون کے شارح و ترجمان تھے۔ اس کا عقیدہ تھا کہ خدا کا کہیں وجود نہیں اور انسان ہی اپنی تقدیر بناتا ہے۔ اسلام اور راسخ العقیدہ مذہبیت سے اسکو شدید نفرت تھی یہ وہ ظالم انسان ہے جس نے ترکی سے خلافت عثمانیہ کا ۱۹۲۴ء میں خاتمہ کرکے مغربی جمہوریت کو رواج دیا اور ترکی خلافت کے شیخ الاسلام کے سر پر جو اسلام کے ایک بہت بڑے عالم اور ایک قابل احترام بزرگ تھے۔ قرآن پاک پھینک کر مارا (نعوذ باللہ) وہ تہذیب جدید (دراصل تہذیب خبیث) کا پرجوش پجاری اور اسکا ایک وفادار حواری تھا۔ اس نے عمامہ شریف سمیت سر کے ہر لباس کو خلاف قانون قرار دے دیا اور انگریزی ہیٹ کا استعمال لازمی کردیا۔ مذہبی

حلقے کے وہ افراد جنہوں نے اس منحوس اور متکبر شخص کے خلاف آواز اٹھائی یا تو وہ پھانسی پر چڑھا دیئے جاتے تھے اور یا پھر اذیت خانوں میں پابند سلاسل بنا دیئے جاتے، وہ شراب، عورتوں اور موسیقی کا شائق تھا۔ اس نے ترکی میں شرعی اداروں اور محکموں اور اسلامی قانون شریعت کو ملک بدر کر کے سوئزرلینڈ کا قانون دیوانی، اٹلی کا قانون فوجداری، جرمنی کا قانون بین الاقوامی تجارت نافذ کیا اور پرسنل لاء کو یورپ کے قانون دیوانی کے مطابق وماتحت کر دیا، دینی تعلیم ممنوع قرار پائی، پردہ کو خلاف قانون قرار دیا۔ مخلوط تعلیم کا نفاذ کیا گیا، عربی حروف کی جگہ لاطینی حروف جاری ہوئے، عربی میں اذان ممنوع قرار پائی اور قوم کو اسلامی لباس ترک کر کے "انگریزی لباس پہننے کا حکم دیا۔

اس ساری تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ اس خونخوار نے اسلام پسند ترکی قوم اور حکومت کی دینی اساس کو توڑ پھوڑ کے ختم کر دیا اور قوم کا مذہبی نقطہ نظر بالکل ہی بدل ڈالا۔ بقول اقبال

چاک کر دی ترک ناداں نے خلافت کی قبا
سادگی مسلم کی دیکھ، اوروں کی عیاری بھی دیکھ

(تفصیل کے لئے دیکھئے مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش صفحہ ۴ تا ۱۲)

مرقومہ بالا تفصیلات مسلم امہ کے عدیم النظیر دشمن کمال پاشا کے بارے میں ثابت شدہ حقائق ہیں لیکن سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کی اکثر اردو و انگلش کتابوں میں کمال پاشا کو "ترکی کا نجات دہندہ" اور "مصلح قوم" اور ترکوں کا ایمانی اور روحانی قاتل ہونے کے باوجود "اتاترک" (ترکوں کا باپ) جیسے القابات سے نوازا گیا ہے۔ اور قوم کے بچوں کے شعور ولاشعور میں اسے "اصلاح پسند راہنما" کے طور پر سمویا گیا ہے۔ بیشتر نصابی کتابوں کے علاوہ گیارہویں اور بارہویں جماعت کی انگریزی کی کتاب میں "مصطفیٰ کمال" نامی مضمون میں زوال پاشا کی غیر اسلامی شخصیت کو عظیم راہبر و مصلح کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ اور ترکی سے اسلامی تہذیب وثقافت اور آثار خلافت کے خاتمہ کو "اصلاحات" کا نام دیا ہے اور خلیفہ وقت کیلئے "سلطان" کا لفظ استعمال کر کے مضمون کے مصنف نے اپنے ذہنی و قلبی عناد کا ثبوت دیا ہے۔

(دیکھئے گیارہویں اور بارہویں جماعت کی انگریزی کی کتاب صفحہ ۱۱۸)

(۱۴) لارڈ میکالے کا جانشین موجودہ سازشی نصاب تعلیم اور نظام تعلیم کا بانی ثانی سرسید احمد خان جو کہ مسلمانوں کی پستی کا اصل ذمہ دار ہے، اسے سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کی اکثر نصابی کتابوں میں قوم کا عظیم راہنما اور مسلمان راہبر ظاہر کیا گیا ہے حالانکہ ایسے کفریات سے کتابیں بھری پڑی ہیں تفصیلات کے لئے الطاف حالی کی حیات جاوید اور سرسید کی اپنی تفسیر، تفسیر القرآن کا مطالعہ کیجئے۔

(۱۵) اسلام گالی گلوچ کو سخت ناپسند اور گھٹیا فعل قرار دیتا ہے لیکن دسویں جماعت سے اگلی جماعت والی کالجوں اور یونیورسٹیوں کی انگریزی کتابوں میں موجود انتہائی گندی گالیاں باقاعدہ سبقاً سبقاً پڑھائی جاتی ہیں، اسلام تو دشنام گوئی کی ہرگز اجازت نہیں دیتا لیکن کالج کی دنیا کے "مہذب دشنام باز" اور "اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں" کے نزدیک شاید گالیاں بھی ادب عالیہ کا "ادبی حصہ" ہیں کیونکہ ان کتب کے مؤلفین کے بقول یہ "ادیبانہ شہ پارے" ہیں جو بچوں کو "ادیب وصحافی" بنانے کیلئے پڑھائے جا رہے ہیں۔

افصح الفصحاء اور جامع الکلم حضور ﷺ کی یہ حدیث مبارکہ کس قدر جامع ہے۔

إِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ

ترجمہ:۔ جب تو بے حیا ہو جائے تو جو چاہے کر (کیونکہ جب غیرت نہ رہی تو ایسے بے غیرت سے کسی فعل بد کے صدور کی حیرت نہ رہی)

(۱۶) دسویں جماعت کی "طبیعیات" میں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کا تذکرہ "مسلمان سائنسدان" اور "پاکستانی سائنسدان" کے عنوان کے تحت بڑے زور وشور سے کیا گیا ہے حالانکہ غدار اسلام ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی پکا مرتد اور کالا کافر ہے اور نہ صرف یہ کہ اسلام کا کھلم کھلا دشمن ہے بلکہ پاکستان کا بھی غدار ہے۔ اسکے نظریات جاننے کے لئے مرقومہ ذیل بیانات کو بغور پڑھیئے:

۹-۱۰ میں سٹاک ہوم میں نوبل انعام حاصل کرتے ہوئے اخبار نویسوں سے گفتگو کرتے ہوئے اس نے کہا

"میں سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کا غلام ہوں پھر پاکستانی ہوں"

(ہفت روزہ زندگی لاہور ۱۴ جون ۱۹۹۰)

پارلیمنٹ میں قادیانیوں کو کافر قرار دیئے جانے کے فیصلے پر اس نے اپنے ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا

"جو سلوک مسٹر بھٹو نے قادیانیوں سے کیا ہے میں اس پر یہی دعا کروں گا کہ نہ صرف مسٹر بھٹو بلکہ ان تمام کا بیڑا غرق ہو جو اس فیصلے کے ذمہ دار ہیں" (ہفت روزہ چٹان لاہور ۱۱ مئی ۱۹۷۹ء)

جن دنوں قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو کافر قرار دیا تھا ٹھیک انہیں دنوں مسٹر بھٹو کے دور حکومت میں ایک سائنسی کانفرنس منعقد ہوئی۔ ان دنوں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی بیرون ملک مقیم تھا۔ حکومت کیطرف سے کانفرنس میں شرکت کے لئے انہیں دعوت نامہ بھیجا گیا۔ یہ دعوت نامہ جب ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے پاس پہنچا تو اس نے دعوت نامے پر مذکورہ ذیل جملہ لکھکر وزیراعظم سیکرٹریٹ کو بھیج دیا

"میں اس لعنتی ملک پر قدم رکھنا نہیں چاہتا جب تک آئین میں کی گئی ترمیم واپس نہ لی جائے"

(امام احمد رضا ایک ہمہ جہت سائنسدان صفحہ ۱۴)

قارئین! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ڈاکٹر عبدالسلام جیسے متعصب قادیانی کو کس طریقے سے ان نمک حرام قلمکاروں نے "مسلمان اور پاکستانی سائنسدان" ظاہر کیا۔ اور اسکے غیر مسلم اور مرتد ہونے کی طرف اشارہ تک نہیں کیا۔ کیا یہ مسلمان لڑکوں کو ملحد بنانے کی سازش نہیں یعنی انسان کو محض "مادی تحقیقات وایجادات" کی حیثیت سے دیکھا جائے۔ چاہے عقیدہ اس کا کچھ بھی ہو اور مذہب اسکا کوئی بھی ہو مسلمان ہو یا کافر، یہودی ہو یا عیسائی قادیانی ہو یا دہریہ غرضیکہ جو کچھ بھی ہو لیکن مادہ پرست سائنسدان ہو۔

ضروری تنبیہ:۔ قرآن وسنت کی رو سے قادیانی جماعت محض مجرد کافر ہی نہیں بلکہ مرتد اور واجب القتل ہے۔ کیونکہ انہوں نے اسلام کو چھوڑ کر مرزا قادیانی کو نبی تسلیم کیا ہے اور مرتد کی تعریف ہی یہی ہے کہ اسلام کو چھوڑ کر کوئی دوسرا مذہب اختیار کرلے، لہٰذا اس حقیقت کو سامنے رکھتے ہوئے دیکھا جائے تو ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی کیطرف سے قادیانیوں کو مجرد کافر قرار دیئے جانے کا قادیانیوں کو عظیم فائدہ حاصل ہوا ہے کہ انہیں اقلیتی فرقہ تسلیم کر کے سرکاری تحفظ دیا گیا ہے حالانکہ اسلامی ریاست میں مرتدوں کے تحفظ وحقوق کی کوئی گنجائش نہیں۔ عدم توبہ کی صورت میں انہیں ذبح کر دینے کا حکم ہے۔ جیسا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی اور ان کے پیروکاروں کو واصل جہنم کر دیا تھا جس کی وجہ سے ان کی جڑ کٹ گئی اور انکی نسل وجماعت آگے نہ بڑھ سکی جسطرح کہ آج قادیانیت ہزاروں سے بڑھ کر لاکھوں کی تعداد میں پھیل گئی ہے۔ بہرحال یہ قائدین تحریک ختم نبوت سے "تاریخی خطاء" واقع ہوئی ہے جسکا ازالہ ضروری ہے۔ سنجیدہ فکر علمائے کرام کو اس بارے میں ازسرنو غور وفکر کرنا چاہیے۔

(۱۷) موجودہ سازشی نصاب تعلیم کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ نصاب ساز اداروں نے اتنی فنکاری کے ساتھ اسے مدون کیا ہے کہ اسے پڑھنے والوں کی پوری ذہنی تربیت اس نقشے پر ہوتی ہے جو نقشہ قرآن وسنت کے بالکل برعکس ہے۔ جب ایک شخص کو غیر مسلم بنانے کے تمام ذرائع مہیا کر دیئے جائیں اور وہ ان پر عمل بھی کرے، اگر اس کے بعد اسکے ہاتھ میں عربی اور دینیات کی چند کتابیں تھما بھی دی جائیں تو اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا بلکہ ان کتابوں کو عارضی طور پر نصاب میں شامل کرنے کا مقصد بھی یہی ہو کہ کہیں ان اداروں پر "غیر مسلم" بنانے کا الزام عائد نہ ہو جائے۔ اگر سو (۱۰۰) طالب علموں میں سے اکا دکا کوئی لڑکا مکمل اعتقادی اور عملی طور پر سچا مسلمان رہ بھی جائے تو اس میں سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کا کوئی کمال نہیں بلکہ یہ "اتفاقی حادثہ" اس بات کا بین ثبوت ہوگا کہ یہ نوجوان "فطرت اسلامیہ" پر پیدا ہوا تھا جو "کافر سازی" کے ماحول سے بچ نکلنے میں کامیاب ہوگیا۔

(۱۸) سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے نصاب تعلیم نے تین طرح کے افراد تیار کیئے ہیں۔

ایک وہ طبقہ جس پر "فرنگیت" کا رنگ غالب ہے۔ یہ کچھ انگریز بن گئے اور کچھ انگریز بننے کے لئے پر تول رہے ہیں۔ (یہ پڑھا لکھا اکثریتی طبقہ ہے)

دوسرا وہ طبقہ جس پر "اسلامیت" غالب ہے تاہم وہ بھی کہ اس کا رنگ گہرا ہو یا فرنگیت کے اثر سے ہلکا اور پھیکا پڑ گیا ہو (اس کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے)

تیسرا وہ طبقہ ہے جو آدھا تیتر آدھا بٹیر۔ یعنی نیم انگریز ہے اور نیم مسلمان (یا اکثریت میں دوسرے نمبر پر ہیں۔)

اسی تیسرے گروہ کے بارے میں اقبال نے کہا ہے کہ

یہ بتان عصر حاضر کہ بنے ہیں مدرسے میں
نہ ادائے کافرانہ ، نہ تراش آزرانہ

(۲۹) بچوں اور نوجوانوں کو اسلام سے دور کرنے کے لئے شیطانی نصاب سازی نے ہی کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی تھی کہ ان کے ذہنوں کو بگاڑنے کے لئے مزید کسی ہتھیار کی گنجائش ہوتی لیکن اس پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ عنان تدریس و تعلیم بھی ایسے "فرنگی معماروں" کے ہاتھ میں دے دی گئی جو "مغربی طرز تعمیر" میں اپنا ثانی نہیں رکھتے اور ایک ہم ہیں کہ اپنے بچوں کے فکر و عمل کی باگ ڈور ان افراد کے ہاتھوں میں دے کر اپنی اولاد کو "مرد مومن" بنانے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ واہ بھئی واہ! کیا کر لیے کی عقل سے خوشہ انگور کی توقع رکھنا حماقت کی انتہا نہیں ہے۔

لیکن ان بدبختوں کے لئے اب بھی ایک بات وجہ پریشانی بنی ہوئی تھی وہ یہ کہ نہ جانے کو کیسے یقین دلایا جائے کہ ہم مسلمان بچوں کو "اسلام کا باغی" نہیں بنا رہے۔ اس کا حل یہ نکالا گیا کہ دینیات اور عربی مضامین کے لئے چند پیشہ ور "مولوی" رکھ لئے جائیں تا کہ اگر کوئی زبان اعتراض دراز کرے تو فوراً ان "مقدس گائیوں" کو بمطابق حدیث شریف ان "گونگے شیطانوں" کو پیش کر دیا جائے۔

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

(۳۰) اس نصاب تعلیم کا ایک شاخسانہ یہ بھی ہے کہ اس کو پڑھنے والے افراد کو آپ لاکھ سمجھائیں، تبلیغ کریں، اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیں اور قرآن و سنت کے دلائل پیش کریں مجال ہے جو ان افراد کے کانوں پر جوں تک رینگ جائے۔ یہ اپنی "بے مقصد زندگی" کے خیالی خول میں ہی مست رہنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور اس کا سبب واضح ہے کہ نصاب تعلیم ان کے ایمان و اعتقاد کی جڑیں اس قدر کھوکھلی کر چکا ہوتا ہے کہ ان کے اندر "دینیات" کی قبولیت کا مادہ ہی نہیں رہتا۔ بھلا آپ خود سوچیں جس نام نہاد تعلیم یافتہ لوگوں کی اکثریت کے یقین و اعتقاد کو گھن لگ چکا ہو تو آخر ہمارے پاس اور کون سی چیز ہے جس کا استعمال کر کے ہم انہیں "اسلامیات و اخلاقیات" کے اصولوں پر قائم رکھ سکیں۔

اکبر نے سچ کہا ہے۔

مشرقی تو سر دشمن کو کچل دیتے ہیں
مغربی اس کی طبیعت ہی کو بدل دیتے ہیں

(۳۱) کیا آپ جانتے ہیں کہ ملک بھر کی مارکیٹوں، اور بازاروں، چوکوں، سڑکوں اور تمام اہم مقامات پر فحاشی، عریانی اور شہوانی تصورات سے لبریز اور گندی، ننگی اور انتہائی فحش تصاویر پر مشتمل ڈائجسٹ، فلمی رسالے، انگریزی اور اخبارات و رسائل کے دیدان

اور سرپرست و منتظمین، اور علم کے تقدس کو پامال کرنے والے یہ "شہوت پرست کتے" کون ہیں۔ تمہیں معلوم ہو تو ہم بتا دیتے ہیں۔ "معاشرے کے ناسور" یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے عرصہ دراز تک سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے "فحش نصاب" سے فیض حاصل کیا ہے۔ اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ ان میں سے کسی کے پاس بی اے کی سند ہے اور کسی کے پاس ایم اے کی اور کسی نے پی ایچ ڈی کی ہوئی ہے۔

ورنہ خالص اسلامی ماحول میں پرورش پانے والا انسان تو ایسا مخرب اخلاق اور فحش لٹریچر چھاپنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا جس کی اشاعت کا ارتکاب کر کے ان کمینہ خصلت لوگوں نے قوم کے ایک معتدبہ حصے کے اخلاق و کردار کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔

(۳۲) شاید آپ کو اس بات کا علم نہ ہو کہ اس "ہوشربا نصاب" کا دائرہ کار بہت وسیع ہے۔ یہ نصاب بدکار، بدکردار، بدقماش، بدنیت اور ہر قسم کے مختصر یہ کہ "مجرم طبقے" کی جملہ انواع بھی تیار کرتا ہے۔ کون نادان ہے جو اس حقیقت سے انکار کی جرات کر سکتا ہو کہ قاتلوں، ڈاکوؤں اور تمام بدمعاشوں اور مجرموں کی دنیا سے تعلق رکھنے والے افراد (خواہ وہ لڑکا ہو یا لڑکی) میں سے کوئی ایک بھی "جاہل" نہیں بلکہ سب کے سب سکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں کے "سند یافتہ" اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ ورنہ۔

آپ مانیں نہ مانیں آپ کی مرضی
ہم نیک و بد نے آپ کو سمجھا دیا ہے

(۳۳) اس نصاب نے کیا کیا کمالات دکھائے بیان کئے جائیں، وی سی آر، سینما گھر اور کیبل نیٹ ورک کے ذریعے فحاشی اور بے حیائی کا جال بچھانے والے افراد کے تمام غنڈے بھی اسی نصاب سے "استفادہ" کیا ہے بلکہ ریڈیو اور ٹی وی اسٹیشنوں کی جملہ فحش نشریات کے سرپرست گروہ نے بھی تمام "تعلیمی مراحل" یہی نصاب پڑھ کر سر کئے ہیں۔

اس سلسلہ تحریر کے آخر میں ہم اپنے ان "بھولے بھالے" اور "سادہ دل" بھائیوں کو نہیں بھول سکتے جو ٹی وی، وی سی آر، سینما گھر، کیبل نیٹ ورک، فلموں، ڈراموں، بدتمیزیوں اور بے حیائی کے تمام مراکز کو تو جیسے تیسے کر کے بیچ بیچ کر اور ڈٹ کر مخالفت کرتے ہیں لیکن لطف یہ ہے کہ جب انہیں کہا جائے حضور آپ کی مخالفت بجا، آپ کا جذبہ تبلیغ برحق، لیکن ان تمام فتنوں کے سربراہوں کو تو بچپن سے لیکر جوانی تک اور جوانی سے لیکر بڑھاپے تک سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کی "مہذب تعلیم" نے خراب کیا ہے آپ ان اداروں کے اسلام دشمن "نصاب تعلیم" اور "نظام تعلیم" کے خاتمے کے لئے جدوجہد کیوں نہیں کرتے تا کہ

نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری

کیونکہ جب پورے ملک میں "خالص اسلامی نصاب تعلیم اور نظام تعلیم" کا نفاذ ہو جائے گا اور ان کی تربیت اسلام کے مقدس ماحول میں ہوگی تو اسلامی معاشرتی اقدار کو دیمک کی طرح چاٹنے والے اور غیر اسلامی افکار و نظریات کے "مشتاق چاند" کو "روٹی" سمجھ کر "ہو ہو" کرنے والے یہ تو لے منہ "اپنا اقتدار ٹوٹ ٹوٹ کر اپنی موت آپ مر جائیں گے۔

تو اس لمحے ہمارے یہ بات تسلیم کر سکتا ہے یہ "پرامن اور بجا" متقاضی اسلام کو تو کر اصل بات کو ماننے کی بجائے آئیں بائیں شائیں کرنے لگ جاتے ہیں۔

اپنی لغزش پہ ذرا بھی نہیں نادم ہوتے
ایک یہی عیب ہے اس دور کے انسانوں میں
اور
نظر آتے نہیں بے پردہ حقائق ان کو
آنکھ جن کی ہوئی محکومی و تقلید سے کور

عزیز تر جان مسلمان بھائیو!

گزشتہ صفحات میں "کڑوے کڑوے حقائق" میں ہم نے جو کچھ تحریر کیا ہے حرف بحرف درست ہے۔ کچھ بھائیوں اور حقائق کو پیش نظر رکھ کر تحریر کیا ہے۔ کسی جگہ اگر ہماری تحریر میں سخت و درشت لب و لہجہ اختیار کیا گیا ہے تو وہ بھی اپنے غافل بھائیوں کو بیدار کرنے اور جھنجھوڑنے کے لئے ایسا کیا گیا ہے کیونکہ — تحریر جذبات [illegible] نہیں ہوتا

اس سے قبل اس سازشی نصاب تعلیم کے اثرات و نتائج کو بیان کیا گیا ہے۔ آئندہ اوراق میں مغرب زدہ حکومت پاکستان کے زیر نگرانی نصاب ساز اداروں کی سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کیلئے منظور شدہ فرسودہ نصاب والی کتابوں کی "اصل عبارات" مع حوالہ جات نقل کی جا رہی ہیں۔ جنکو پڑھنے پڑھانے سے سرکاری تعلیمی اداروں کا کوئی استاد اور کوئی طالب علم بھی بچ نہیں سکتا۔ جو کہ سو فیصد افراد کو چھوڑ کر 98 فیصد طبقے کی ذہن سازی کر رہی ہیں جس کے ورق ورق میں موجود "روح مغرب" کی تاثیر کی وجہ سے سوسائٹی کے اعلیٰ کی حیثیت رکھنے والے پاکستانی نوجوان مسلمان کا ایک ذہن تیار ہوتے ہیں اور پاکستان میں رہتے ہوئے بھی "دیار مغرب" کے خواب ہی دیکھتے رہتے ہیں۔ ان عبارات کے مطالعے کے بعد آپ کا بلکہ ہر مسلمان کا دل بھی اس بات کی گواہی دے گا کہ ہم نے جو کچھ تحریر کیا ہے محض قیاسات پر مبنی نہیں بلکہ سو فیصد "حقیقت ہی حقیقت" ہے۔

میں خود غرض نہیں ہوں میرے آنسو پرکھ کے دیکھ
فکر چمن ہے مجھکو، غم آشیاں نہیں!

مسئلہ:- یاد رہے کہ ان آنے والی عبارات کو صحیح سمجھ کر پڑھنے، پڑھانے اور شائع کرنے والا شخص کافر اور مرتد ہو گا اسکی بیوی اسکے نکاح سے نکل جائیگی اور اسکے ساتھ کسی بھی قسم کا لین دین سخت حرام ہو گا۔

لیجئے دل پر ہاتھ رکھ کر ان عبارات کو پڑھئے!!!

مسلمان اور کافر آپس میں بھائی بھائی ہیں

اللہ تعالیٰ نے تو مومنوں کو آپس میں بھائی بھائی قرار دیا ہے لیکن سکولوں میں ہمارے بچوں کو یہ پڑھایا جا رہا ہے۔

"ہمارے غیر مسلم بھائی مسلمانوں کے تہواروں کی خوشی میں شریک ہوتے ہیں۔ ان کے اپنے تہوار بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً عیسائی 25 دسمبر کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یوم ولادت مناتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہندوؤں کا تہوار دیوالی مشہور ہے۔ ہندوؤں اور سکھوں کے بھی اپنے تہوار ہوتے ہیں۔ مسلمان اپنے غیر مسلم بھائیوں کی خوشیوں میں بڑھ چڑھ کے شریک ہوتے ہیں"۔ [illegible]

جہاد کا دور ختم ہو چکا ہے

قرآن و حدیث کی تعلیمات کے مطابق تو کفار سے جہاد قیامت تک جاری رہے گا لیکن "اوپن یونیورسٹی" اسلام آباد نے اپنی کتابوں کے ذریعے ملک بھر میں یہ پیغام نشر کر دی ہے۔

"ایک زمانہ تھا کہ حق و باطل میں حد امتیاز قائم کرنے کیلئے مجاہدین شمشیر بکف ہو کر میدان کارزار میں اترتے تھے۔ یہ طریقہ کار اس زمانہ (زمانہ سابقہ) کی "روح عصر" تھا۔ یہ "روح عصر" آج کی دنیا میں فرسودہ قرار پائے گی۔ حق و باطل میں تمیز کا معیار موجودہ دور میں "دلائل کی قوت" ہے۔ دلائل کے دور میں "شمشیر زنی" جہالت، ناشائستگی تصور ہو گی۔ (نعوذ باللہ)

(علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی بی اے کے لئے شائع شدہ کتاب عربی — صفحہ ۲۲۰، ۲۲۱)

طبی تحقیقات کے نتیجے میں موت کا خاتمہ ہو جائے گا

کلام باری تعالیٰ کے مطابق دنیا کی ہر چیز فانی ہے اور ہر ذی روح کو موت کا ذائقہ چکھنا پڑے گا بلکہ موت تو اتنی اٹل چیز ہے جس کا انکار آج تک کوئی بڑے سے بڑا کافر بھی نہیں کر سکا۔ لیکن ننگ آفاق اوپن یونیورسٹی دنیا کو موت کے خاتمے کی "خوش خبری" بھی دے رہی ہے۔ نعوذ باللہ پڑھئے اور سر دھنیے۔

"آثار یہ بھی ظاہر کر رہے ہیں کہ طبی تحقیقات کا نتیجہ ایک دن موت کے حتمی خاتمہ کی شکل میں نمودار ہو گا۔ شہیدوں کے بارے میں سنا تھا کہ وہ زندہ جاوید رہتے ہیں۔ آئندہ ہر شخص زندگی پانے کے بعد اس سے محروم نہیں ہو سکے گا"۔ (نعوذ باللہ)

(بحوالہ مذکورہ عمرانیات برائے بی اے صفحہ ۳۷۸)

دوسری جگہ لکھا ہے کہ "موت پر قابو پا کر آج کا انسان عمر خضر پانے کی جدوجہد میں مصروف ہے"

(عمرانیات برائے بی اے صفحہ ۳۶۳)

کسی نے کیا خوب کہا ہے:-

انسان خدا بننے کی کوشش میں ہے مصروف
خدا یہ تماشا بھی دیکھ رہا ہے

رفتہ رفتہ انسان نوری مخلوق، جن یا فرشتوں کا روپ دھار لے گا

اسلامی نظریہ کے مطابق انسان کی موجودہ شکل کسی ارتقائی عمل کا نتیجہ نہیں، روز اول سے لے کر انسان آج تک اپنی اصلی شکل میں موجود رہا ہے۔ اور اب بھی اپنی اصل شکل میں موجود ہے لیکن نصاب مرتب کرنے والے پروفیسروں کی "خر دماغی" ملاحظہ فرمائیے کہ وہ اسی جیتی جاگتی دنیا میں ڈارون کے "مردہ اور احمقانہ نظریے" کو پھر سے بال و پر لگا کر اپنے ساتھ ساتھ دوسرے انسانوں کو بھی "بندر کی اولاد" ثابت کرنے پر مصر ہیں۔ حالانکہ یہ نظریہ سراسر اسلامی نظریہ حیات کے خلاف ہے اور اسلامی نقطہ نظر کے خلاف بنی نوع انسان کی ابتداء کا تعلق آدم علیہ السلام سے توڑنے کی "گہری سازش" ہے۔

لیکن یہ تمام حقائق اپنی جگہ مسلم سہی، دنیائے امکانات کے "لنگوروں" کی تو بس ایک ہی رٹ ہے کہ "ممکن ہے کہ آہستہ آہستہ ہم ہی لوگ نوری مخلوق، جن یا فرشتہ بن جائیں۔ آخر انسان کی موجودہ شکل بھی تو صدیوں کا فاصلہ طے کر کے یہاں تک پہنچی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حیاتیاتی ارتقاء کے بارے میں ڈارون کا نظریہ جاری ساری رہے گا۔"

(بحوالہ مذکورہ حیاتیات برائے بی اے صفحہ ۲۸۰)

انسان سب سے کمتر اور بندر سب سے اعلیٰ مخلوق ہے

یہ بات ہر کس و ناکس بھی جانتا ہے کہ انسان سب سے اشرف و برتر مخلوق ہے لیکن نامعلوم کہ "بندر کے اندر" وہ کونسی خوبی اور وصف ہے جسکی وجہ سے "ڈارون بندر کا عشق" ان لوگوں کی رگ رگ میں سما گیا ہے۔ اور بندر کو اپنے سے اعلیٰ مخلوق تسلیم کر کے اس سے "محبت کی پینگیں" بڑھانے کے لئے اسطرح کی عبارتوں کو رٹے پڑھا رہے ہیں۔

"در حقیقت انسان سب سے کمتر جانور ہے اور بندر اعلیٰ مخلوق ہے"

(بی، ایس، سی انگلش کی کتاب کی پہلی کہانی بعنوان "لعنتی نسل انسانی")

زمانہ حال کا انسان ماضی کے ہر انسان سے زیادہ باعلم ہے

صحیح روایات کے مطابق دنیا جوں جوں دور نبوت سے دور ہوتی چلی جائے گی اور جیسے جیسے زمانہ قیامت کی طرف بڑھتا چلا جائے گا ویسے ویسے ہی علم حقیقی گھٹتا، مٹتا اور اٹھتا چلا جائے گا۔ لیکن اسے کیا کہیے کہ موجودہ دور کے "خران دجال" زمانہ ماضی مطلق کے ہر معاشرے کے ہر انسان (حتی کہ معاذ اللہ انبیاء علیہم السلام بھی اس عموم میں شامل ہیں) کو آج کے انسان سے "کم علم" اور "ناقص الفہم" قرار دے رہے ہیں۔ نعوذ باللہ

چنانچہ لکھتے ہیں:۔

موجودہ معاشرہ میں رہنے والا انسان ماضی کے "ہر معاشرے" میں رہنے والے "ہر انسان" سے زیادہ باعلم ہے" معاذ اللہ

(اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کی شائع شدہ عمرانیات برائے بی، اے صفحہ ۳۶۱)

ایضاً! "لاریب جدید معاشرے کا ہر انسان خواہ وہ کہیں بھی رہائش رکھتا ہو۔ تہذیب وتمدن کے اعتبار سے وہ کتنا ہی "غیر مہذب" ہو، بہرحال تمام گذشتہ تمدنوں کے باسیوں سے کہیں زیادہ "باعلم" ہے" معاذ اللہ

(عمرانیات برائے بی، اے صفحہ ۳۶۳)

نیز "جس طرح ماضی کے مقابلے میں آج کا جدید معاشرہ زیادہ علم رکھتا ہے، اس طرح مستقبل میں معرض وجود میں آنے والے معاشروں میں "علم" اور بھی زیادہ "وسیع" ہوگا"۔ (عمرانیات برائے بی، اے صفحہ ۳۸۱)

انسان خود اپنی تقدیر کا مالک ہے

مسلمان "ایمان مفصل" سے ہی اسلام کے اس بنیادی عقیدے کا سبق پڑھتے چلے آرہے ہیں کہ انسان کی اچھی اور بری تقدیر کا خالق ومالک اللہ تعالیٰ ہے لیکن سکول، کالج اور یونیورسٹیاں قوم کے بچوں کو اس طرح کے مضامین پڑھا کر "قدریہ" بنا رہی ہیں۔

"آج کا انسان قناعت پسندی کو ایک دقیانوسی تصور خیال کرتا ہے" "تقدیر پرستی" کا نصب العین اپنی افادیت کھو چکا ہے۔ اب موجودہ عالمی معاشرہ اس بات کا قائل ہے کہ انسان خود اپنی تقدیر کا مالک ہے" معاذ اللہ

(عمرانیات برائے بی، اے صفحہ ۳۶۶)

اب ایمان بالغیب کا نہیں، ایمان بالشہادت کا زمانہ ہے

امت مسلمہ کا یہ اجماعی عقیدہ ہے انبیاء علیہم السلام تمام مخلوق سے اعلم اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے عارف ہیں۔ لیکن ننگ آفاق علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی نے بی، اے کے نصاب میں بدبخت پروفیسر اقبال بخت کی ایک ایسی سیاہ تحریر شامل کی ہے جسمیں مادہ پرست سائنسدانوں کو معاذ اللہ نبیوں سے بھی زیادہ صاحب علم ثابت کیا گیا ہے۔

کلیجہ تھام کر پڑھیے:۔

ا۔ آج کہاں ہیں محبت رسول ﷺ کا دم بھرنے والے وہ سنی علماء جنہوں نے "براہین قاطعہ" کی سید عالم ﷺ سے شیطان کے اعلم ہونے والی ناپاک عبارت کے جواب میں تو بڑی چوٹی کا زور لگا دیا تھا۔ (جو ان کا فرض منصبی بھی تھا) لیکن آج سکول ...... اور یونیورسٹیوں کے سازشی نصاب تعلیم کی غلیظ کتابوں میں نہ صرف حضور ﷺ بلکہ جملہ انبیاء علیہم السلام کی سخت ترین توہین کی اس قدر بیہودہ عبارات ...... جن میں موجودہ معاشرے کے "ہر ہر فرد" کو ماضی کے "ہر ہر معاشرہ" کے ہر ہر فرد (آدم علیہ السلام اور جملہ انبیاء کرام علیہم السلام سمیت اب تک) سے زیادہ "باعلم" قرار دے دیا گیا ہے۔ علمائے امت کی یہ مجرمانہ خاموشی چہ معنی؟ سرکاری ملازمت اور محکمہ اوقاف کی نوکری کی خاطر اپنے بچوں کی انگریزی تعلیم کیلئے ضروریات دین کی توہین برداشت کر کے اتنی بھاری قیمت تو نہیں چکائی جاسکتی۔ صدیقی غفرلہ

"شہادت کے ذریعے اور تجربہ کی وساطت سے اللہ تعالیٰ کو پہچاننے کا زمانہ بھی موجودہ زمانہ ہے۔ گذشتہ زمانوں میں ولی، مرشد کامل اور نبی لوگوں کو اللہ پر ایمان بالغیب کی تلقین کرتے تھے مگر اب انکے جانشین اہل علم، سائنسدان اور محققین تجربہ کی بنیاد، ریلیبارٹری ٹیسٹ کی اساس پر اللہ کو نہ صرف پہچانتے ہیں بلکہ وحدہ لاشریک مانتے ہیں ان کا تجربہ شاہد ہے" معاذ اللہ

(عمرانیات برائے بی، اے صفحہ ۳۶۵)

مرد وعورت کی حیثیت ہر لحاظ سے برابر ہے

اسلام نے مردوں اور عورتوں کے علیحدہ علیحدہ حقوق وفرائض مقرر کیے ہیں اور مردوں کو عورتوں پر قوام (سردار) بنایا ہے۔ لیکن "عالمی معاشرہ" کی بھیانک اصطلاح استعمال کر کے نوجوانوں کے ذہن میں یہ "انگریزی غلاظت کدے" اسطرح کے "زہریلے نظریات" بھر رہے ہیں کہ

"عالمی معاشرہ میں جنسی تفریق کو درخور اعتنا نہیں سمجھا جاتا۔ مرد اور عورت ہر لحاظ سے برابر حیثیت کے مالک قرار گئے ہیں" (عمرانیات برائے بی، اے صفحہ ۳۷۲)

اقوام متحدہ ایک بہت بڑی نعمت ہے

ساری دنیا جانتی ہے کہ ابلیس کی مجلس شوریٰ اقوام متحدہ کے مہیب ہاتھ لاکھوں مسلمانوں کے خون سے رنگین ہیں۔ یہ امریکہ اور برطانیہ جیسے دشمنان اسلام ممالک کی زرخرید باندی ہے جو پوری دنیا میں مسلمان ممالک میں انواع واقسام کے ادارے قائم کر کے سازشوں کا جال بچھاتی ہے اسکے قیام ووجود کو "خوش قسمتی" اور "نعمت" جیسے الفاظ سے کسی صورت میں بھی تعبیر نہیں کیا جاسکتا۔ یہ انجمن امن عالم اور اقوام عالم کے درمیان جنگی تصادم کو روکنے کے لئے نہیں بلکہ مسلمانوں کے خلاف یہود ونصاریٰ کے منصوبہ جات کی تکمیل کے لئے قائم ہوئی۔ اقبال نے "اقوام متفرقہ" کو چند عالمی کفن چوروں کی قبور کی بندر بانٹ کرنے والی مجلس قرار دیا ہے۔

من ازیں بیش ندانم کہ کفن دزدے چند بہر تقسیم قبور انجمنے ساختہ اند

لیکن ہمارے بچوں کو اس کا اصل پس منظر بتانے کی بجائے یہ سمجھایا جارہا ہے کہ

"موجودہ معاشرے میں "وحدت فکر وعمل" بین الاقوامی سطح پر موجود ہے آج اقوام متحدہ کا وجود "بہت بڑی نعمت" ہے۔

(عمرانیات برائے بی، اے صفحہ ۳۸۲)

نیز "خوش قسمتی سے عالمی معاشرہ کو "ترقی اور فلاح" کے لئے ایک ایسے ادارے کی مرکزی قیادت بھی میسر آگئی ہے جو سابقہ صدیوں کے معاشروں کو دستیاب نہیں تھی" (عمرانیات برائے بی۔ اے صفحہ ۳۷۱)

فاسد اور غلط نظریات کو ذہن نشین کرانے کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ ان کے جوابات ان کے سامنے درج کر دیئے جائیں اور طلبہ سے کسی ایک درست جواب کا مطالبہ کیا جائے۔ واضح بات ہے کہ حق وباطل میں تفریق کی صلاحیت سے عاری طلباء ان سوالوں کے وہی جواب دیں گے جو انہوں نے "اصل مضمون" میں پڑھے ہوں گے۔

سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں معروضی سوالات کا یہ طریقہ بہت معروف ہے۔ اوپن یونیورسٹی کے نصاب کی کتاب عمرانیات برائے بی، اے صفحہ ۳۸۳ پر یہ "مہلک ہتھکنڈہ" "خود آزمائی" کے عنوان کے تحت استعمال کیا گیا ہے مثلاً مذکورہ بالا اسلام کے منافی جو حوالہ جات نقل کیے گئے ہیں ان کو باقاعدہ سوالات قائم کر کے ذہنوں میں منتقل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

(۱) ماضی میں "روح عصر" کا راز کس چیز میں پوشیدہ ہے؟

(۱) تلوار کی طاقت (۲) دلائل کی قوت

(۲) آج کا انسان ماضی کے انسان سے زیادہ باعلم ہے یا کم؟

(۱) زیادہ (۲) کم

(۳) موجودہ زمانہ ایمان بالغیب کا عہد ہے یا ایمان بالشہادت کا؟

(۱) ایمان بالغیب (۲) ایمان بالشہادت

(۴) اقوام متحدہ کا وجود موجودہ عالمی معاشرہ کی خوبی ہے یا خامی؟

(۱) خوبی (۲) خامی

(۵) مستقبل میں مسلسل طبی تحقیقات کے ذریعے کیا موت پر قابو پالیا جائے گا؟

(۱) ہاں (۲) نہیں

(۶) مستقبل کے انسان کی جسمانی ساخت موجودہ انسان کی شکل وصورت سے بہت مختلف ہوگی؟

(۱) ہاں (۲) نہیں

(۷) کیا بین السیارگان شادیوں کے نتیجے میں نیم فرشتہ یا نوری مخلوق بن جائیں گے۔

(۱) ہاں (۲) نہیں

اور یہ بات ایک معمولی ذہن رکھنے والا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ اصل مضمون کی روشنی میں ذکر کردہ سوالات کے جوابات طالب علم بالترتیب یوں دے گا۔

(۱) دلائل کی قوت (۲) زیادہ (۳) ایمان بالشہادت (۴) خوبی (۵) ہاں (۶) ہاں (۷) ہاں ۔

اور یوں یہ کفر اور گمراہ کن نظریات طلباء کے دماغوں میں نقش کالحجر ہو جائیں گے۔

آئندہ سطور میں ایف۔اے۔ بی۔اے اور ایم۔اے انگلش کی کتابوں سے "نصابی فحاشی" کے چند ایسے مناظر "مشتے نمونہ ازخروارے" کے طور پر پیش کیے جائیں گے۔ جنہیں دیکھ اور پڑھ کر انسانیت سرپیٹ کر رہ جاتی ہے۔ ان عشقیہ غزلوں، رومانی ناولوں اور زنا کی عملی اور علی الاعلان ترغیب دینے والے افسانوں میں شرم وحیا کا جنازہ نکال دیا گیا ہے۔ بے غیرتی اور چھچھورے پن کی انتہا کر دی گئی ہے۔

آہ! آج کوئی غیرت مند مسلمان حکمران ہوتا تو ادیبوں، شاعروں، افسانہ نگاروں، انشاء پردازوں اور صحافیوں کے روپ میں چھپے ہوئے ان شہوت پرست "حرامی النسل" لوگوں کی زبان کو گدی سے کھینچ لیتا اور مکافات عمل کے طور پر اسلامی سوچ رکھنے والے اہل پاکستان کے مزاج وثقافت سے کھیلنے والوں کی تکا بوٹی کر کے نچوانے اور بھنبوڑنے کے لئے کتوں کے سامنے ڈال دیتا۔ لیکن افسوس قیام پاکستان سے لیکر اب تک ایسا نہیں ہوا لیکن ایسا کیوں نہیں ہوا؟

اس لئے کہ ملک کے پہلے صدر سکندر مرزا سے لے کر جنرل پرویز تک اور پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان سے لیکر نواز شریف تک ہر ملکی سربراہ نے اسی بے ہودہ نصاب کو پڑھ کر تربیت حاصل کی بنا ایسی صورت میں ان لوگوں سے کسی بھلائی کی توقع کیسے کی جاسکتی تھی۔ جبکہ "خشت اول" ہی ٹیڑھی رکھی گئی ہے۔

ہائے افسوس! علمائے کرام جنہوں نے دنیا کو "شریعت محمدی" کا پاکیزہ سبق دینا تھا۔ وہ آج (چند علماء خشیت کا استثناء کرکے) حجروں میں لمبی تان کر سوئے ہوئے ہیں۔ دنیا کے میلوں جھمیلوں میں اس قدر گم ہیں کہ انہیں یاد ہی نہیں پڑتا کہ احکام خداوندی

کی تبلیغ کی جارہی ہے۔ ساری کی ساری بدکاری ظاہر ہوتی ہے اور انہیں سر محشر سب کے سامنے بلا کر پوچھا جائے گا کہ "جب شیطان کے چیلوں نے فساق وفجار کی قیامت برپا کر رکھی تھی اور زمین کے چپے چپے کو گناہ کا گڑھ بنا رکھا تھا اور بے حیائی بے حجابی تمہارے ملک میں تمہارے شہر میں، بلکہ تمہاری آنکھوں کے سامنے، بلکہ تمہاری مساجد کے قریب ڈیرا ڈالے ہوئے تھی تم نے ان کا سد باب کیوں نہیں کیا؟ اس وقت تم کہاں مر گئے تھے"۔

جب اٹھے سر محشر پوچھا سب کے سامنے بتاؤ کیا جواب دو گے اس گھڑی سب کے سامنے

تاریخ نے ایسی بے حسی کا مظاہرہ کبھی نہیں کیا ہوگا کہ ریاست میں کافروں کے قوانین اور طرز تعلیم نظام چلتا ہو اور احساس زیاں سے لاپرواہ ملت خواب خرگوش میں ہو

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

لیجیے "تعلیمی فحاشی" کی چند جھلکیاں ملاحظہ کیجیے

لڑکے اور لڑکیوں کو عشقبازی اور یارانے گانٹھنے کی تجرباتی تعلیم

مسلمانو ہوش میں آؤ اور دلوں میں اپنے غیرت کو ایک جوش میں لاؤ۔۔۔ سکولوں کالجوں میں ہماری اولاد اس طرح کے "ہیجان انگیز اسباق" پڑھتی ہے۔

(ایک دوشیزہ محبت میں پاگل ہو کر لڑکے سے کہتی ہے)

"تم مجھے پر کیف ماحول میں کشتی کو چلاتے ہوئے میرے پاس لے آؤ اور مجھے جلدی سے اس پر بٹھالو۔ مجھے یہاں سے دور جنگل کے کنارے پر لے جاؤ۔۔۔ مگر میں تمہیں کہہ رہی ہوں کہ کیونکہ [illegible] میرے ہمراہ بیٹھو جس میں تم مجھے اپنے پہلو میں بٹھاتے ہوئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یونہی کشتی کو چلاتے رہو"

(لڑکا بھی رنگ عشق میں ڈوب کر کہتا ہے)

"جب میں تمہیں تمہارے گھر پہنچا چکوں تو کیا میں تمہارا ہاتھ تھامنے کی جرات کر سکتا ہوں؟"

(لڑکی نے کہا) "ایک کنواری دوشیزہ کیلئے ایسا نازک فیصلہ کرنا بہت مشکل ہے۔ بس میں چاہتی ہوں کہ یہ سفر اسی طرح جاری رہے۔ اور تم یونہی میرے ساتھ میرے پہلو میں بیٹھے رہو" (انٹرمیڈیٹ جماعت کی انگلش کی کتاب حصہ سوم صفحہ)

آوارگی سکھانے کا طریقہ

نیز اسی طرح ترقی کرکے تعلیم کے شوق میں آنے والے لڑکے لڑکیوں کو آوارگی کی تعلیم یوں دی جاتی ہے۔

"پھر وہ مجھے اپنے تنگ وتاریک گھر میں لے گئی اور وہاں وہ رونے لگی اور غم سے نڈھال ہو کر آہیں بھرنے لگی تب میں نے اس کی تسلی کیلئے اسے گلے لگایا اور اس کے ہونٹوں پر بوسہ دیا" (انٹرمیڈیٹ جماعت کی انگلش کی کتاب حصہ سوم)

بی اے کی انگلش کتاب میں بے شرمی کی انتہا

عرض کیا جا چکا ہے کہ سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں بچوں کو جدید سے جدید ابلیسی تعلیم دی جاتی ہے۔ بی اے جماعت کی انگلش کتاب کے اقتباسات آپ ملاحظہ کیجیے جو بی اے جماعت کی انگریزی کی ایک نظم کا اردو ترجمہ ملاحظہ کیجیے۔ اور آگے ماسٹرز جماعت (ایم اے) کی کتب کی "فحاشیات" بھی پڑھ لیں۔

بقیہ سر ورق کے اندرونی صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

ایک عاشق اپنی محبوبہ سے کہتا ہے:-

"میں دیوانہ ہوں۔ میں محبت میں بچے کی طرح ہوں، ایک پاگل کی طرح (اس کے ہاتھ کو کھینچ لیتا ہے وہ دور سے چیخنے لگتی ہے) میں آپ سے پیار کرتا ہوں (جھک جاتا ہے) میں آپ سے اس قدر محبت کرتا ہوں کہ میں نے پہلے اتنی محبت کبھی نہیں کی۔ میں نے بیادہ عورتوں کی محبت کو ٹھکرایا اور عورتوں نے میری محبت کو ٹھکرایا۔ مگر میں نے کسی سے اتنی محبت نہیں کی جتنی آپ سے ۔۔۔ میں کمزور ہوں، معصوم ہوں۔ پگھل چکا ہوں ۔۔۔ میں پاگل کی طرح جھک چکا ہوں۔ آپ کو اپنا ہاتھ پیش کرتا ہوں ۔۔۔ شرم، شرم!

میں نے پانچ سال محبت نہیں کی کیونکہ میں نے عہد کیا تھا اور اب میں محبت میں ایک دم اسطرح گرفتار جس طرح آدمی ہے۔ میں تمہیں اپنا ہاتھ پیش کرتا ہوں۔ ہاں یا نہیں؟ کیا تم مجھے نہیں چاہتیں؟ بہت خوب!"

(عاشق ناراض ہو کر اٹھتا ہے اور تیزی سے دروازے کی طرف جاتا ہے)

اس کھیل میں سر فوقیت ہی انگریزی ہے۔ عاشق مزید ایسی چکنی چپڑی باتیں کر کے پاپوا (محبوبہ کا نام) کو اس قدر مسحور کر لیتا ہے وہ بھی نرم پڑ جاتی ہے اور دونوں بوس و کنار میں کھو جاتے ہیں۔ (ایف اے انگلش کی کتاب صفحہ ۲۲۲)

تکلف برطرف، بے غیرتی کا ننگا ناچ!!!

سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں نے جن نادان لڑکے لڑکیوں کی تربیت پہلی جماعت سے شروع کی تھی۔ آج ان کے ہاتھوں میں "اعلیٰ تعلیم" کی "اعلیٰ ڈگری" دینے سے قبل "آئندہ لائحہ عمل" کے طور پر یہ "آخری لیکچر" دیتے ہوئے کچھ "مخصوص تنبیہات" جاری ہیں۔ ذرا اس پیراگراف پر نظر ڈالیے۔

"وہ حیرت کے ساتھ ایک دم اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی تلوار اٹھاتے ہوئے بوڑھے آدمی کے ساتھ چل پڑا جو اس کو اس خفیہ مقام پر لے گیا جہاں تلولا کا جوڑا (یہ بے حد شرمناک ہیں ملاحظے) زناکاری میں مگن تھا۔ جب ناٹ نے یہ منظر دیکھا تو حسد کی آگ اس کے دل میں پیدا ہوئی۔ غصے سے وہ پاگل ہو گیا اور اس نے غصے کے عالم میں ان دونوں کو قتل کی خواہش کی مگر بوڑھے نے بڑی مشکل سے ایسا کرنے سے روک دیا (کہ یہ بنیادی انسانی حقوق کے خلاف ہے) (ایم اے انگلش کی کتاب حصہ اول صفحہ ۱۱۲، ۱۱۳)

معزز قارئین! سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھائی جانے والی چند کتب میں سے یہ چند اقتباسات بطور نمونہ اور "نشان عبرت" کے طور پر پیش کئے گئے ہیں۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ایسے گندے، فحش اور حق پر کفر ہونے سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ اہل علم ان اقتباسات سے تفصیل خود سمجھ سکتے ہیں۔

طوفان نوح لانے سے اے آنکھ کیا فائدہ ۔۔ دو آنسو بہت ہیں اگر کچھ اثر کریں

ضروری بات:- مزید تفصیلات درکار ہوں تو آئندہ اقساط کا مطالعہ فرمائیں۔

سن بلوغت نوجوانوں کے لئے منفی اثرات قبول کرنے کا انتہائی خطرناک دور ہوتا ہے اس دور میں انسانی سوچوں کے پر نکل آتے ہیں۔ میٹرک سے لے کر ایم اے تک کی زندگی کا یہی وہ نازک ترین حصہ ہے جس سے فائدہ اٹھا کر "فرنگی معمار" اپنے فن تعمیر کا مظاہرہ کرتے ہوئے نسل نو کے دین و ایمان اور غیرت و حمیت کی شہ رگ پر اپنا "تیز دھار تیشہ" چلاتے ہیں۔

لیکن ہم سب کچھ سمجھتے ہوئے بھی اسلامی تعلیمات سے کترا کر جانے کیوں اپنے "معصوم بچوں" کو ان "قصابوں" کے حوالے کر دیتے ہیں۔

میر بھی کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب ۔۔ اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

اسلام کی محبت کا دم بھرنے والے مسلمان بھائیو! اگر آپ واقعی سچے اور سچے مذہب اسلام سے محبت کے دعویدار ہیں تو آپ کو اپنے طرز عمل اور طرز زندگی پر نظر ثانی کرنا ہوگی۔

اگر آپ حکمران ہیں تو بحیثیت حاکم، اگر آپ عالم ہیں تو بحیثیت عالم، اگر آپ پیر ہیں تو بحیثیت مرشد، اگر آپ استاد ہیں تو بحیثیت استاد، اگر آپ باپ ہیں تو بحیثیت باپ، اگر آپ بیٹے ہیں تو بحیثیت بیٹا، اگر آپ بھائی ہیں تو بحیثیت بھائی، اور اگر آپ شوہر ہیں تو بحیثیت شوہر مختصر یہ کہ آپ جس مرتبہ کے انسان بھی ہیں آپکو مسلمان ہونے کی حیثیت سے یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ آپ موجودہ اور آئندہ نسلوں کو کفر وگمراہی کے عمیق گڑھوں میں گرنے سے بچانا چاہتے ہیں یا خاموش تماشائی بن کر تعلیم کے مقدس نام پر یہ "گھناؤنا کھیل" اسی طرح دیکھنا چاہتے ہیں۔ جس طرح گذشتہ ۵۴ سال سے جاری ہے۔ اگر آپ خود کو اور اپنی نسلوں کو رشد و ہدایت کی شاہراہ اور شریعت اسلامی کی پٹڑی پر چلانا چاہتے ہیں تو یہ "فرنگیت" کے کلی خاتمہ کے بغیر ناممکن ہے۔ اور فرنگیت کا کلی خاتمہ انگریزوں کے نصاب تعلیم اور نظام تعلیم کا کلی استیصال کئے بغیر محال ہے۔ کیونکہ "فرنگیت" اور "یورپی تہذیب" کی رگ جان یہی نصاب اور یہی نصاب تعلیم ہے۔

آؤ! آج عہد کریں، اللہ عزوجل کے حضور گڑگڑائیں، معافی مانگیں، اپنی انفرادی اور اجتماعی غلطیوں سے توبہ کریں۔ اور پھر سے اپنے روٹھے ہوئے رب کو منا کر اس کی بارگاہ میں امت مسلمہ کے گمشدہ عظیم منصب "دنیا کی امامت" کی التجا کریں۔ ہمارا خدا بے حد مہربان ہے، وہ ہماری خستہ حالی پر ضرور رحم وکرم فرمائے گا۔

آئیں! اپنے ذاتی انا کے بتوں کو توڑ ڈالیں، اپنی شہرت اور نمائش کیلئے تعمیر کردہ مندروں کی بنیادیں اکھاڑ پھینکیں اور اللہ تعالی کی رسی کو مضبوطی سے تھام کر "ناقابل تسخیر" قوت بن جائیں، ایک اور نیک ہو جائیں اور انگریزوں کے مسلط کردہ سازشی نصاب تعلیم اور نظام تعلیم پر "تین حرف" بھیج کر "محمدی نصاب ونظام تعلیم" کے نفاذ کے لئے راستہ ہموار کریں۔

کیا لعنتی نظام تعلیم اور مغضوب نصاب تعلیم کے خلاف اکسانے اور ہمارے قلب وضمیر کو جھنجھوڑنے کیلئے اللہ تعالی کی طرف سے محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل کردہ کتاب مبین کی یہ آیت مقدسہ کافی نہیں؟

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ (الحدید آیت ١٦)

ترجمہ:- کیا ابھی وقت نہیں آیا اہل ایمان کیلئے کہ جھک جائیں ان کے دل یاد الہی کیلئے اور اس سچے کلام کیلئے جو اترا ہے، اور نہ بن جائیں ان لوگوں کی طرح جنھیں کتاب دی گئی اس سے پہلے پس لمبی مدت گزر گئی ان پر تو سخت ہو گئے ان کے دل اور ایک کثیر تعداد ان میں نافرمان بن گئی۔

ہمت کیجئے، آگے بڑھیے اور توبہ کیجئے۔

آ گیا ہے شعور، توبہ کر ۔۔ ایک دفعہ ضرور توبہ کر
گھاس اگنے لگی ہے پتھر میں ۔۔ چھوڑ دے اب غرور توبہ کر
"روح محمد" بلا رہی ہے تجھے ۔۔ اے میرے مرد غیور توبہ کر
جو کچھ ہو چکا، سو ہو چکا ۔۔ رب غفور کے حضور توبہ کر
نصاب مغرب منبع دنیائے دوں ۔۔ حب دنیا، متاع غرور توبہ کر
عذر گناہ بدتر از گناہ ۔۔ مان لے اپنا قصور توبہ کر
صدیقی اسے ذات کا مسئلہ نہ بنا ۔۔ نصاب مقہور سے ضرور توبہ کر

ناشر مکتبہ افکارِ اہلسنت